

صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 22 مارچ 2016ء بمطابق 12 جمادی الثانی 1437ھ، بجری بعد دوپہر تین بجکر دس منٹ پر منعقد ہوا۔
محترمہ ڈپٹی سپیکر، مہرتاج روغانی مسند صدارت پر متمکن ہوئیں۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَى O يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْأَنْسَانُ مَا سَعَى O وَبُرَزَتِ أَلْبَحِيمِ لِمَنْ يَرَى O
فَأَمَّا مَنْ طَغَى O وَءَاثَرَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا O فَإِنَّ أَلْبَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى O وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى O فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى O يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِلُهَا
فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا O إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَبُهَا O إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مَنِ يَخْشَاهَا O كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يُرَوَّنَهَا
لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا۔

(ترجمہ): توجہ بڑی آفت آئے گی، اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی۔ توجہ نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانہ بہشت ہے (اے پیغمبر، لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا؟۔ سو تم اس کے ذکر سے کس فکر میں ہو۔ اس کا منتہا (یعنی واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو (معلوم ہے)۔ جو شخص اس سے ڈر رکھتا ہے تم تو اسی کو ڈر سنانے والے ہو۔ جب وہ اس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے۔ وَآخِرُ الدَّعْوَانِ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جزاکم اللہ۔ رَبِّ اَشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي۔ وَ اَخْلَلْ عَقْدَةَ مِّن لِّسَانِي۔ يَفْقَهُوا قَوْلِي۔

اراکین کی رخصت

Madam Deputy Speaker: First of all, the leave applications and their names are: Dr Amjad Ali, Janab Azam Khan Durrani, Janab Muhammad Arif Ahmadzai, Raja Faisal Zaman, Janab Akbar Ayub, Haji Habib-ur-Rehman, Sardar Soran Singh, Alhaj Ibrar Hussain, Mian Zia-ur-Rehman, Janab Mohibullah Sahib, Mohtarama Khatoon Bibi, Mohtarama Nadia Sher Khan, Mohtarama Dina Naz, Janab Saleh Muhammad, Mr. Fazal Hakeem Khan., their leaves may be granted, do you agree?

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The leave is granted. Thank you. Today is one point agenda only.

جناب شوکت علی پوسزئی: محترمہ سپیکر صاحبہ! زہ یواہمہ خبرہ کول غوارمہ او ہغہ دا چہ زما حلقہ سرہ، زما حلقہ نہ علاوہ تقریباً تولو حلقو تہ دا ایشو دہ او روزانہ مونہر پسی خلق راخی چہ دا شناختی کارڈ ونہ چہ دی، دا بلاک دی نو مونہر سرہ د دہی شہ حل نشتہ۔ دہی اسمبلی قرارداد ہم پیش کرے دے او زما خو دا ریکویسٹ دے چہ کم از کم کہ شوک مشکوک وی، د ہغوی د پارہ د شہ طریقہ کار وضع کری، چہ کوم مشکوک خلق دی، پاکستانیان نہ دی او ہغوی تہ کارڈ ایشو کول نہ غواری گورنمنٹ نو پکار دہ چہ د ہغوی پراپر شہ طریقہ کار اختیار کرے شی۔ اوس دا خونہ دہ چہ ہر پاکستانی کہ ہغہ تہ مہمند لیکلے شوے وی یا ہغہ تہ آفریدے لیکلے شوے وی یا ہغہ تہ اورکزئی لیکلے شوے وی نو ہغہ بانڈی شک وی چہ دا افغانی دے یا غیر ملکی دے، نو زما خیال سرہ دا طریقہ کار تھیک نہ دے، خلق ڍیر زیات پریشانہ دی، دوہ، دوہ کالونہ، درہی درہی کالونہ د خلقو شناختی کارڈ ونہ ئے بند کری دی نو شہ طریقہ کار رااوباسی۔ اکثر مونہر دا اورو چہ خلق پیسہ ورکری نو د ہغہ نہ پس بیا د ہغوی شناختی کارڈ ونہ جوڑ شی، نو زما بہ دا ریکویسٹ وی چہ کم از کم کہ دہی وفاقی حکومت تہ دا یو درخواست اوشی چہ کم از کم چہ کہ چا بانڈی

شک وی، بالکل مونبر اعتراض نہ کوؤ، مونبر غلط نہ Attestation کوؤ، نہ د ہغوی حمایت کوؤ خو چہ کوم Genuine پاکستانیان دی، د ہغوی شناختی کارڈ بلاک کول دا ظلم دے خکہ خلق غریبانان دی، بھر نو کریانو د پارہ خی، بیا د ہغوی پاسپورٹ نہ جوڑی۔ دویمہ اہمہ مسئلہ دا دہ چہ تیرانسفارمری دی جی، تیرانسفارمری زمونر یو طریقہ کار دے واپدا سرہ، بھر پہ درپ لکھہ تیرانسفارمری ملاویری، واپدا مونبر لہ پہ دیارلس لکھہ را کوی او مونبر پیسہ ہم جمع کرو، د 2014 نہ مونبر پیسہ جمع کرپ دی او مونبر تہ تیرانسفارمری نہ ملاویری، نو دا تاسو کہ خپل پیسکو چیف را او غوارئ دلتہ او ثومرہ چہ زمونر ممبران دی، د ہغوی Grievances، اوس گرمی را روانہ دہ، بیا بہ دا لوڈ شیدنگ وی، بیا بہ دا بجلی خرابی، تیرانسفارمری بہ ڈیزی نو د دہی خہ طریقہ کار را او باسئ چہ مونبر خپلی پیسہ جمع کوؤ، مونبر تہ د ہغہ خپلو پیسو تیرانسفارمری ہم نہ ملاویری نو بیا بہ د دہی خہ حل وی؟ نو دغہ تاسو تہ گزارش دے چہ د دہی خہ حل مونبر لہ را او باسئ یا پیسکو چیف را او غوارئ چہ دلتہ ہغوی سرہ میتنگ او کرو چہ کوموایم پی اے گانو خپلی پیسہ جمع کرپ دی چہ کم از کم ہغوی تہ خو تیرانسفارمری ملاؤشی۔ ڈیرہ مہربانی۔

Madam Deputy Speaker: Thank you Shaukat, for your concern.

جناب شکیل احمد (مشیر برائے بہودآبادی): محترمہ سپیکر صاحبہ!

Madam Deputy Speaker: Let me finish please, I will answer him first. Thank you Shaukat, you are very right; it's federal issue.

(Interruption).

مشیر برائے بہودآبادی: تاسولر کورم او گوری پلینز، کورم پورا نہ دے جی۔

Madam Deputy Speaker: Can you please count the people? Okay, we will count the people (Interruption) دو منٹ کیلئے پلینز یہ بل بجادیں، we will wait for two minutes.

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

Madam Deputy Speaker: Okay, we will adjourn it for just fifteen minutes, we will come back after fifteen minutes.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقف کے بعد محترمہ ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئیں)

Madam Deputy Speaker: So as you all know, it's one point agenda and this is regarding the Law and Order situation. I will request Maullana Lutf ur Rehman Sahib, پلیز، تاسو ستارت کری۔

جناب بخت بیدار: میڈم! پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔

Madam Deputy Speaker: Okay.

جناب بخت بیدار: شکریہ میڈم۔ زہ ستا سو پہ توسط سرہ د دے ایوان دے ضروری خبری تہ مخہ راگرخومہ چے توله صوبہ کبئی تیندری بندے شوے دی، فنانس ریلیز نہ کوی او هر اخبار کبئی تاسو وینی چے لکہ مثال خبرہ کوم چے ایجوکیشن دیپارٹمنٹ تراوسہ پورے تیس پرسنٹ ریلیز کرے دے، پچیس پرسنٹ او دغه شان نور دیپارٹمنٹس چے چالہ ورخو نو وائی پیسہ نشته، تھیکیدارنو کار کرے دے او د تھیکیدارنو کار کہ او دریری، کیدی شی بیا د میتریل قیمت ہم اوچت شی۔ زہ پہ دے نہ پوهیرمه چے حکومت د دے پہ بارہ کبئی خہ سوچ کوی او کوم طریقہ کار اپناوھی، دا خود مارچ میاشت دہ او جون تہ زما خیال دے چے دوه میاشتی پاتے دی، نوزہ بہ درخواست کومہ حکومتی وزیر صاحب تہ، هر شوک چے جواب را کوی، زہ پہ دے تائم کبئی پہ خپل پوائنٹ آف آرڈر باندے یوہ خبرہ دہ، د هائر ایجوکیشن منسٹر ہم ناست دے چے د اٹھائیس کالجونو یو کال او شو پرسپلان نشته او دغه شان بی لگامہ پراتہ دی، لہذا امن و امان خو ہم دیر ضروری خبرہ دہ خود دے صوبی چلول، خہ خبرہ پکار دہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب! جواب دیں گے؟، but I don't want any debate, please you will answer and then we will go straight to the agenda.

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو، میڈم سپیکر!

(شور اور قطع کلامی)

Madam Deputy Speaker: Mushtaq Ghani Sahib, you carry on.

مشیر برائے اعلیٰ تعلیم: اصل میں آج تو لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے، میڈم سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جیسے آئریبل ممبر نے بات کی، اصل بات یہ ہے کہ ADP, Mid Review ہو چکی ہے اور اسی Week میں صورتحال واضح ہو جائے گی اور جن جن ڈیپارٹمنٹس کی ڈیمانڈز ہیں، ان کو ریلیز بھی شروع ہو جائے گی۔

اور ابھی چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے بھی 25 بلین کا ہمیں انتظار ہے جو انہوں نے Commit کیا ہوا ہے، وہ بھی ہمیں امید ہے کہ جلد ہی مل جائیں گے اور اس کے بعد یہ صورت حال جو ہے یہ بہتر ہو جائے گی اور اداروں کے جتنے کام ہمارے چل رہے ہیں ان کیلئے فنڈنگ فنانس ڈیپارٹمنٹ ریلیز کر دے گا۔

امن وامان کی صورت حال پر بحث

Madam Deputy Speaker: Okay, we will start with agenda please, Moullana Lutf ur Rehman Sahib.

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنے اہم نکتے کی طرف، آج کے اجلاس کا ایجنڈا بھی اسی بنیاد پر ہے اور مجھے افسوس بھی ہے کہ اتنے اہم مسئلے پر آج اس ایوان میں ڈسکشن ہونا تھی اور جو صورت حال آپ دیکھ رہی ہیں، اس کو کس سنجیدگی سے انہوں نے لیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ہمارا صوبہ ہے اور ہم عجیب سی صورت حال سے گزر رہے ہیں، آج صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے اور بے حسی کی انتہا ہو گئی اس حوالے سے کہ واقعات تسلسل کے ساتھ ہو رہے ہیں، بم بلاسٹنگ ہو رہی ہے، ہماری چار سیدہ یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس پر جو خودکش دھماکے ہوئے، اس میں جو ہمارے سٹوڈنٹس، ہمارا جو مستقبل ہیں، وہ جس طریقے سے شہید ہوئے، اس کے بعد چار سیدہ (شہقدار) جو کچھ سری میں ہوا، اس کے بعد یہاں پشاور میں بس میں جو دھماکہ ہوا، تسلسل کے ساتھ یہ دھماکے جناب سپیکر! ہو رہے ہیں اور ہماری جو بے حسی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، دنیا کے سامنے ہے۔ ایک ٹائم تھا، ایک زمانہ تھا جب افغانستان میں کوئی میرائل گرتے تھے تو پھر ان کی صورت حال یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ بچے جا کر اس میرائل کو کھولنے کی کوشش کرتے تھے اور اس کو سکریب بنا کر بازار میں بیچنے کی کوشش کرتے تھے۔ آج ہماری صورت حال بھی اسی انداز میں ہمارے سامنے آرہی ہے کہ ہمارے لوگ مر رہے ہیں، ہمارے بچے مر رہے ہیں، ہمارے سکولوں میں دھماکے ہو رہے ہیں، ہماری جو سیکورٹی فورسز ہیں ان کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے، ان پہ دھماکے ہو رہے ہیں، ہم کہاں پہنچ رہے ہیں، کس جگہ پہ پہنچ رہے ہیں؟ اور ہماری بے حسی دیکھیں کہ ایوان میں آج اس اہم نکتے پر بحث ہو رہی ہے اور حکومت اس کو کس نظر سے دیکھ رہی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے؟ میڈم سپیکر! پشاور میں واقعہ ہوا، ہمارے سکول میں ہمارے ساتھ ملٹری سکول جو ہے اس میں دھماکہ ہوا اور وہ اتنا دلخراش منظر تھا جس کی بنیاد پر ہم نے پورے پاکستان کے تمام ادارے اور سیاسی پارٹیاں اکٹھی کیں اور ہم نے اکیسویں ترمیم لائی جناب سپیکر! اور ہم نے ایک زہر کا گھونٹ پیا، وہ زہر کا پیالہ ہم نے پیا، ایک مشکل فیصلے پر ہم آئے، جمہوری دور میں ہم اگر فوجی عدالت کو

اجازت دیتے ہیں تو اس سے بڑا اور مشکل فیصلہ کوئی ہو نہیں سکتا اس میں، آج ہم دیکھتے ہیں ہمارے جو رویے ہیں، رویوں سے جو ہم آگے ماحول بناتے ہیں سپیکر صاحبہ! تو اس سے ہم میں جو نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں تو وہ ہماری، ہم دہشت گردی کو ختم کرنا چاہتے ہیں، رویے ہمارے ایسے ہیں کہ ہم نفرت کے بیج بو رہے ہیں، ہم نے مشکل فیصلے کئے، ہمارے صوبے میں ضرب عضب چل رہا ہے، طریقہ کار سے اختلاف ہو سکتا ہے، تمام پارٹیوں نے ایک جگہ پر بیٹھ کر تقویت دی تاکہ ہم امن کی طرف جا سکیں اور آج تقریباً دو سال کا عرصہ مکمل ہونے والا ہے اور ہم نے اس وقت بھی بات کی تھی کہ فوکس کرنا ہے اور ایک محدود مدت میں ہم نے کوشش کرنی ہے کہ ہم اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں، نتیجے کے طور پر ہم دہشت گردی کو ختم کر سکیں، نتیجے کے طور پر ہم امن کی طرف جا سکیں اور ہم دس سے پندرہ لاکھ لوگ جو ہیں ہم نے ان کو بے گھر کیا، وہ آئی ڈی پیز جو ہمارے سامنے ہیں، آج وہ گھروں میں نہیں جا سکتے، ان کی واپسی نہیں ہوئی، ان کے ساتھ جو ہمارے رویے ہیں سپیکر صاحبہ! تو وہ رویے یہاں میں سمجھتا ہوں کہ بیان کرنے کے بھی نہیں ہیں کہ وہ رویہ ان کے ساتھ رکھتے ہیں، ہم سرے سے انہیں پاکستانی ہی نہیں سمجھتے، ہم سرے سے اس طرف سوچ ہی نہیں رہے کہ ہم نے ان کی واپسی بھی کرنی ہے، باعزت واپسی کرنی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ یہ ہمارا پشتون کلچر ہے، جن کو آپ بے گھر کرتے ہیں تو ان کی صورت حال کیا ہوتی ہے؟ اور جب آپ ان کو بے گھر کر کے اور پھر ان کو گھر کی طرف لے جانے میں، نہ ان کا گھر ہو، نہ ان کا سامان ہو، اور ان کے ساتھ رویہ اس انداز میں ہو کہ آپ ان کو باعزت طریقے سے اپنے گھر کی طرف نہیں لے جا سکتے، ہمارے رویے تو اس انداز میں ہیں کہ ریمنڈ ڈبوس کو تو ہم اجازت دے دیں، دیت کے قانون میں ہم ان کو اجازت دے کے باہر بھیج دیتے ہیں اور قادری کو پھانسی دے دیتے ہیں، ہمارے پاس اس کا کوئی اچھا حل سپیکر صاحبہ! نہیں ہے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہر کوئی قانون اپنے ہاتھ میں لے اور اس کو استعمال کرے، یہ کبھی بھی ہمارا مقصد نہیں ہے لیکن اگر آپ دوسرے لوگوں کو جب کھلم کھلا وہ قتل و غارت گری کرتے ہیں اور پھر آپ ان کو دیت کے قانون میں اجازت دیتے ہیں اور دوسری طرف یہ صورت حال ہو تو یہ رویے، اور یہ کیا پیغام اور پیغام ہم دنیا کو بھی دینا چاہتے ہیں اور اپنی قوم اور لوگوں کو بھی دینا چاہتے ہیں؟ سپیکر صاحبہ! میں اپنے صوبے کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تو چاہیے یہ تھا کہ اب تک ہمارے آئی ڈی پیز کی Rehabilitation شروع ہو چکی ہوتی، ہماری ضرورت تھی کہ ان لوگوں کیلئے ہم وہ کام کرتے لیکن آج تک ہم وہ کام نہیں کر سکے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی سپیکر صاحبہ! اور ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ

کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ حکومت اگر اس پر کریڈٹ لینا چاہتی ہے کہ ضرب عضب کے نیچے ہم اپنے صوبے میں نیچے جو جرائم سپیکر صاحبہ! ہو رہے ہیں، ان کو شاید ہم کنٹرول کر سکیں اور ان کو کنٹرول کر کے ہم لوگوں کو کسی حد اور کسی درجے میں ہم اگر امن دے سکتے ہیں تو پھر تو ٹھیک تھا، پھر ہم سمجھتے اور ہم نے اس پہ کوئی بات نہیں کی۔ چار سہہ میں جب دھماکہ ہوا اور ہم نے اپنا پروگرام کینسل کر کے جب ہم آئے تو میں چیف منسٹر کے ساتھ وہاں چار سہہ یونیورسٹی میں خود ساتھ تھا تاکہ ہم میج دے سکیں کہ دہشت گردی کے حوالے سے ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم اس میں تعاون کریں گے تاکہ ہم دہشت گردی کو ختم کر سکیں، یہ کریڈٹ جو ہے حکومت لے جاتی، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں تھا، ہم سمجھتے تھے کہ نیچے کے جو جرائم ہیں، ان حالات سے فائدہ اٹھا کر حکومت اگر ان جرائم کو ختم کر سکے تو تب بھی بڑی بات تھی سپیکر صاحبہ! لیکن بد قسمتی سے ایسا ہو نہیں رہا، ہم صرف نعروں پہ جاتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس پہ ہم نے کامیابی حاصل کی، میں سمجھتا ہوں کہ آج بھتہ خوری انتہا پر ہے سپیکر صاحبہ! اور ہم کہتے ہیں جی کہ ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، ہم نے سیاست پولیس سے ختم کر دی ہے، ڈاکہ زنی، اغوا برائے تاوان عروج پر ہو لیکن ہم نے اپنی پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، عورتوں کے خلاف جرائم عروج پر پہنچے ہوں، بلیک میلنگ عروج پر ہو، ٹارگٹ کلنگ اسی طرح سے کہ اگر کوئی تاجر پیسہ نہیں پہنچا رہا تو اس کو قتل کر دو، ٹارگٹ کلنگ میں جا کر ان کو شہید کیا جا رہے سپیکر صاحبہ! اور ہم کہتے ہیں کہ جی ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، آخر ہمیں بھی سمجھایا جائے کہ یہ پولیس غیر سیاسی، آج تک ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آ رہا اور یہ پولیس شاید جرائم کو کنٹرول کرنے کیلئے بنی ہو تو اگر آپ کریڈٹ لیتے ہیں تو اس بات کا لیتے، اور میں سمجھتا تھا کہ جب ضرب عضب شروع ہے تو تب تو ہم ان جرائم کو بھی یہ جو نیچے چھوٹے جرائم اور یہاں پر چھوٹے چھوٹے گروپس یہ جرائم کر رہے ہیں، ہم ان کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک بہت بڑے تاجر کو قتل کیا گیا، اس کو شہید کیا گیا اور یہ ٹارگٹ کلنگ اور اغوا برائے تاوان روزمرہ کی روایت بن چکے ہیں لیکن ہم جب بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جی ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، یعنی پولیس غیر سیاسی، جرائم عروج پر جائیں، پولیس غیر سیاسی، بھتہ خوری عروج پہ جائے، پولیس غیر سیاسی، ڈاکہ زنی عروج پہ جائے، بلیک میلنگ عروج پہ جائے، پیسے نہ پہنچائے جائیں تو ٹارگٹ کلنگ ہو، ابھی ڈی آئی خان میں پرسوں ایک ٹارگٹ کلنگ ہوئی ہے، تو ہمیں بتایا جائے، آخر ہمیں یہ سمجھایا جائے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس حوالے سے اور ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ آخر ہم جو جنگ لڑ رہے ہیں تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں، آسمان سے

ٹپکتے ہیں یہ خود کش یا زمین ان کو اگلتی ہے، یہ کہاں سے آتے ہیں؟ ہمیں یہ بھی بتایا جائے کس طرح ان جگہوں تک پہنچا جاتا ہے، آخر ہم کس کنارے پہ سپیکر صاحبہ! بیٹھے ہیں، ہم کہاں پر بیٹھے ہیں؟ اور ہم نان ایشوز کو تو مسئلہ بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن جو ہمارا اصل مسئلہ امن کا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جب ناراض ہوتے ہیں تو ہمیں روزگار کے حوالے سے، معیشت کے حوالے سے اور جو امن ہے، اس کو بد امنی میں تبدیل کرنا، معیشت کو اور آپ کے روزگار کو اور آپ کے کاروبار کو ختم کرنا، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب آپ ٹھیک نہیں ہوں گے اور آپ کی سوچ اور لائن ٹھیک نہیں ہوگی تو پھر میں یہ کر سکتا ہوں کہ میں آپ سے یہ چھین لوں، تو اگر امن نہیں ہوگا تو پھر ہمارا روزگار نہیں ہوگا، کاروبار نہیں ہوگا، امن نہیں ہوگا، امن کے ساتھ معیشت جڑی ہوئی ہے، لازم و ملزوم ہیں، قرآن بار بار ذکر کرتا ہے، تو امن اور معیشت کو لازم و ملزوم کیا ہوا ہے، اگر امن نہیں ہوگا تو معیشت نہیں ہوگی، اسی وجہ سے ہمارے جتنے بھی کاروباری طبقے ہیں، ہمارے جتنے بزنس مین ہیں، ہمارے جتنے پڑھے لکھے لوگ ہیں، آپ کا صوبہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں، پاکستان کے کسی حصے میں چلے گئے، جن کابل چلا پاکستان کو چھوڑ کر بیرونی ممالک چلے گئے، آپ کا یہ تاجر طبقہ ہاں سے جا رہا ہے کیونکہ ہم ان کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ ضرب عضب، دہشت گردی کی یہ جنگ اپنی جگہ پر ہے لیکن یہاں پر جو کاروباری طبقہ ہے جو یہاں پہ زندگی گزار رہا ہے، جو آپ کے رحم و کرم پر ہے، ہم اس کو بھی تحفظ نہیں دے سکتے۔ آپ اخبارات اٹھا کر دیکھیں، ان کی سرکولیشن آپ دیکھیں، وہ کتنی کم ہوئی ہے؟ اسی طرح انگریزی اخباروں کو آپ دیکھیں کہ ان کی سرکولیشن کتنی کم ہوئی ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کا پڑھا لکھا طبقہ ہاں سے چلا گیا جو وہ اخبار لیتا تھا، آج وہ اخبار نہیں لے رہے، تو لاء اینڈ آرڈر کی سیچویشن کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے؟ ہمارے محترم ہائر ایجوکیشن کے منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ جی ہمیں ایف سی کی ضرورت ہے اور ہمیں ایف سی نہیں مل رہی، تو شاید ہم یہ الزام مرکز پر ڈال دیں کہ ادھر سے ہمیں ایف سی نہیں مل رہی جس کی وجہ سے ہم یہاں پہ کنٹرول نہیں کر پارہے اور یہ دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ میں بھی میڈیا پہ سن رہا تھا اور یہ بات میں نے سنی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ تو ہمارے چیف منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ جی ریجنرز کی ضرورت ہے، بھی یہ کراچی کی صورت حال نہیں ہے، آپ کے پاس پوری آرمی پڑی ہوئی ہے یہاں پر اور آپ کو ضرورت پڑ رہی ہے ایف سی کی یا آپ کو ریجنرز کی ضرورت پڑ رہی ہے، ان کی ضرورت نہیں ہے، اپنی حکمت عملی پر سوچنا چاہیے، ہم تو تب بھی کہتے تھے، آج بھی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے وہ آپ کے اختیار میں نہیں ہوگی، بین الاقوامی طور پر جو دہشت گردی

کے خلاف جو جنگ لڑی جا رہی ہے، آج صدر اوباما صاحب کہتے ہیں کہ دس سال تک یہ حالات ہوں گے، ہم کہتے ہیں کہ سال ڈیڑھ سال تک ہوں گے، اب آپ بتائیں کہ ہم کس کی بات پر اعتماد کریں گے؟ ان لوگوں کی کہ جو بین الاقوامی طور پر اس جنگ میں ہیں اور ہم اس کا حصہ ہیں، ان کی بات پر یا ہمارے اپنے لوگوں کے اوپر جو کہتے ہیں کہ یہ ایک سال یا ڈیڑھ سال میں یہ حالات ہوں گے اور اس کے بعد ٹھیک ہو جائیں گے؟ تو یہ ہماری اس حکومت کی ذمہ داری ہے، اگر وہ مسائل ہمارے حکومت کے ہاتھ میں نہیں ہیں کہ ہمیں یہ جواب دے کہ جی یہ دہشت گردی والا مسئلہ جو ہے وہ پالیسی، حکمت عملی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے لیکن جناب سپیکر صاحبہ! جو ہمارے ان شہروں میں اور یہاں پہ جو کچھ ہو رہا ہے، کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے؟ ہم حکومت کے ساتھ کھڑے ہیں، یہ مسئلہ صرف ان کا نہیں ہے، ہم سب جو معاشرے میں رہتے ہیں، ہم سب کیلئے یہ مسئلہ ہے لیکن ذمہ داری تو بہر حال حکومت کی ہے۔ اگر ہم اسی طرح کہتے رہے کہ پولیس غیر سیاسی ہے اور ہم نے کرنا کچھ نہیں ہے اور سب کچھ ہوتا رہے اور حکومت کے یہاں پہ ہوتے ہوئے یہ سب کچھ جو جرائم کے اعتبار سے عروج پہ پہنچتا رہے اور ہم آرام سے بیٹھیں، یہ ہو نہیں سکتا، یہ اسمبلی ہے، ہم نے یہ احساس آپ کو دلانا ہے کہ یہ ذمہ داری آپ کی ہے اور اس کو کس طریقے سے کنٹرول، کم از کم اس کو تھوڑا سا کنٹرول تو کر لیں اور یہ کریڈٹ آپ کو جائے گا، یہ فائدہ آپ کو جائے گا، جائے آپ کو یہ کریڈٹ اور اس کے نتیجے میں اگر لوگوں کو آپ امن دے سکتے ہیں تو اس سے بڑی بات ہو نہیں سکتی لیکن ایسا ہے نہیں۔ اب میں نے شارٹ میں جو بات کی کہ یہ احساس اور یہ چیزیں ہم کہاں سے لائیں کہ وہ ہم دلا سکیں کہ یہ ضرورت ہے، یہ چیز کرنی ہے؟ آئے روز ہم بھی سنتے ہیں کہ آج جو ہے فلاں جگہ پہ چھاپہ مارا گیا ہے اور اس طرح لوگوں کو پکڑا گیا ہے، آج فلاں جگہ پہ چھاپہ مارا گیا اور اس طرح کے لوگوں کو پکڑا گیا، ریزلٹ کے اعتبار سے ایسا کچھ ہو نہیں رہا، کیوں؟ اگر یہ سارے لوگ پکڑے جا رہے ہیں تو پھر ریزلٹ کیوں نہیں آ رہا؟ پھر ہم کیوں دیکھ رہے ہیں کہ ٹارگٹ کلنگ بھی اسی طرح جاری ہے، بم دھماکے بھی اسی طرح سے جاری ہیں، ریزلٹ کہاں سے آئے گا؟ ریزلٹ ہونا چاہیے، نتیجتاً ہم لوگوں کو وہ تحفظ دے رہے ہیں کہ نہیں دے رہے؟ تو ہم ایک Worst صورت حال کے ساتھ گزر رہے ہیں، ملک ہمارا اپنا ہے، اس ملک میں ہم نے رہنا ہے، اس ملک کے تحفظ کیلئے ہم نے وہ سب کچھ کرنا ہے، ملک ہو گا تو سب کچھ ہمارا ہے، اگر ملک نہیں ہو گا تو پھر ہمارا کیا ہو گا؟ تو اس ملک کو بھی اس چیز کی ضرورت ہے اور یہ اہم مسئلہ ہے، اگر سنجیدگی سے اس مسئلہ کو نہیں لیا جاتا تو ہم بتدریج کمزوری کی طرف جائیں گے، ہم نفرتوں کی

طرف جائیں گے، ہم نے اپنے رویوں کو ٹھیک کرنا ہے۔ سپیکر صاحبہ! یہ چند باتیں تھیں اور میں چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے رحمتوں سے اور اس کے معاف کرنے کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے، اللہ تعالیٰ آپ کے اور ہم سب کے دامنوں کو خوشیوں سے بھر دے، ہماری جو ناامیدی ہے، اللہ تعالیٰ امیدوں سے بھر دے، وہ امیدیں بھر آئیں کہ ہم بہتر مستقبل کی طرف جا سکیں لیکن یہ تب ہو گا جب اس ساری صورت حال کو سمجھنا ہو گا، ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اس پر آنکھیں بند کر دیں اور یہ سب کچھ ہوتا رہے اور ہم نعرہ یہ لگاتے رہیں پوری دنیا میں کہ ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، اس طرح نہیں چلے گا، اب یہ بات آگے نہیں چل سکتی تو میں اجازت چاہوں گا، بہت بہت شکریہ، سپیکر صاحبہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Moullana Sahib. I hope Home Department and Police Department are here because I requested you people this morning, and after every two speakers from the Opposition, I will ask one from the Treasury Bench. So, next is Moullana sorry, Sardar Aurangzeb Nalotha Sahib.

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، میڈم سپیکر صاحبہ۔ اگر اجازت ہو تو ہمارے صوبے سے تعلق رکھنے والے ایک معتبر صحافی، سینئر صحافی امجد عزیز ملک نے ایشیاء کی سطح پر قائم 'ایشین سپورٹس جرنلسٹ فیڈریشن' کے انتخاب میں حصہ لیا اور وہ سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے، ان کا تعلق ہمارے صوبے سے ہے، تو میں اس فورم پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ وطن عزیز پاکستان کا نام ایشیاء میں روشن کریں گے، جو ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے تو میں اس صوبائی اسمبلی کی طرف سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تو جناب سپیکر صاحبہ، میں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر آپ نے جو یہ بہت ایک اہم ایشو ہے جس کو آپ نے ایجنڈے پر رکھا ہے سپیکر صاحبہ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مولانا صاحب نے بہت تفصیل سے بات کی ہے امن وامان کے حوالے سے، جناب سپیکر صاحبہ! یہ کسی ایک جماعت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ گزشتہ چودہ پندرہ سالوں سے جو اس ملک اور ہمارے صوبے کا حشر ہوا جس میں ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں اور مارنے والوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ہم کیوں مارے ہیں اور مارنے والوں کو بھی نہیں پتہ تھا کہ ہمیں کیوں شہید کیا جا رہا ہے؟ بہر حال جناب سپیکر صاحبہ! 11 مئی 2013 کو جو الیکشن ہوئے، اس الیکشن میں پاکستانی قوم نے اور صوبے کے عوام نے تبدیلی لائی، وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ دہشتگردی ختم ہو اور ہمیں تحفظ ملے، امن ملے، چونکہ کسی بھی حکومت کی چاہے وہ صوبے کی حکومت ہو، چاہے وہ مرکز کی

حکومت ہو، ان کی اولین ترجیح اپنے عوام کو تحفظ فراہم کرنا ہوتا ہے اور اسی لئے اس قوم نے مرکز میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو مینڈیٹ دیا، صوبے میں پاکستان تحریک انصاف کو مینڈیٹ دیا اور ان کی یہ خواہش تھی کہ یہ صوبہ جو اس وقت دہشتگردی کی آگ میں جل رہا ہے، یہاں پر بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ، اغواء برائے تادان کی وارداتیں عروج پر تھیں تو صوبے کے عوام کی یہ خواہش تھی کہ تحریک انصاف اس صوبے کو امن دے گی، یہاں پر وہ اچھی اچھی پالیسیاں امن و امان کے حوالے سے وضع کرے گی، اور جس سے صوبے کے عوام کو تحفظ ملے گا۔ جناب سپیکر صاحبہ! اس ایشو کے اوپر، یہ ایسا Burning issue ہے، اس کے اوپر تمام سیاسی جماعتیں اکٹھی ہیں، پوری قوم اکٹھی ہے، بالخصوص آرمی پبلک سکول والے واقعے کے بعد پرائم منسٹر صاحب خود یہاں پر تشریف لائے اور تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے مل کر اس آگ کو بجھانے کیلئے اپنا اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کی۔ بہر حال جناب سپیکر صاحبہ! آج بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بھی اس کے اوپر نوٹس لینا چاہیے جس طرح میں نے کہا کہ اپنے عوام کو تحفظ فراہم کرنا صوبائی اور مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن یہ دیکھ کر انتہائی دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ آج کے اس ایشو کے اوپر آپ دیکھ لیں (حزب اقتدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) صوبائی حکومت کی کیا حالت ہے؟ اگر صوبائی حکومت سیریس ہوتی، صوبائی حکومت اس صوبے میں امن قائم کرنا چاہتی تو آج یہاں پر صوبائی حکومت کی یہ سیٹیں خالی نہ ہوتیں جناب سپیکر صاحبہ! اس کے اوپر آپ کو بھی نوٹس لینا چاہیے، اس کے اوپر اس قوم کے بچے بچے کو نوٹس لینا چاہیے، کون آئے گا، کون اس صوبے کے اندر امن قائم کرے گا، ٹارگٹ کلنگ کو ختم کریگا، بھتہ خوری کو ختم کرے گا، دہشتگردی کو ختم کرے گا جناب سپیکر صاحبہ؟ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا ہوگا، اب بھی ہمارے پاس وقت ہے، اگر ہم سیریس نہ ہوئے تو اس قوم کا بچہ بچہ ہم سے حساب لے گا، ہمارا گریبان پکڑ کر اسے حساب لینا چاہیے کہ ہم نے کیا کیا ہے، ہم نے اس صوبے کے عوام کو کیا دیا ہے ان اڑھائی سالوں میں، تین سالوں میں؟ اپوزیشن چیخ چیخ کر پکارتی ہے، اپوزیشن کی تمام سیاسی جماعتیں یہ جو ایشو ہے اس کے اوپر ہم حکومت سے دو قدم آگے ہو کر حکومت کا ساتھ دینا چاہتے ہیں، جہاں پر ہماری ضرورت پڑے ہم ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ ابھی اپوزیشن لیڈر صاحب فرما رہے تھے کہ جب چار سہ ماہ کا واقعہ ہوا تو چیف منسٹر صاحب نے جب دبئی ائیر پورٹ سے واپسی کا کہا کہ میں جاؤں گا، اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ہے تو اپوزیشن لیڈر صاحب بھی ان کے ساتھ یہاں پر آئے، اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جتنی حکومت کی ذمہ داری ہے اس ایشو کے اوپر،

اس کو کنٹرول کرنے میں وہاں اپوزیشن کی بھی ذمہ داری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحبہ! کہ حکومت کے جو نمائندے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ذرا پہلے وضاحت کر دیں کہ انہوں نے اس صوبے کے عوام سے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو امن و امان قائم کر کے دیں گے، اس کیلئے انہوں نے اڑھائی سالوں میں، تین سالوں میں کیا کیا ہے؟ پھر اس کے بعد اپوزیشن کی جہاں پر کوئی آراء، کوئی اچھی تجاویز آئیں گی تو ہم ان کو وہ تجاویز دیں گے، ہم قطعاً جناب سپیکر صاحبہ! یہ ایسا ایشو ہے اس کے اوپر ہم سیاست نہیں چکائیں گے نہ پوائنٹ سکورنگ کرنے کی کوشش کریں گے، ہم حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں، جہاں پر ہماری ان کو مدد کی ضرورت پڑے گی، ہم ہر حال میں ان کو مدد فراہم کریں گے۔ جناب سپیکر صاحبہ! تمام اداروں کو غیر سیاسی ہونا چاہیے، پولیس کو بھی غیر سیاسی ہونا چاہیے، تمام اداروں کو غیر سیاسی ہونا چاہیے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس غیر سیاسی لفظ کا صوبے کے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے؟ اب کوئی ممبر صوبائی اسمبلی، Even کہ منسٹر بھی میں سمجھتا ہوں پولیس کو کڑی تنقید کا نشانہ نہیں بنا سکتا، چونکہ وہ غیر سیاسی ہو گئی ہے، جناب سپیکر صاحبہ! گلی محلوں کے اندر، یہ پشاور تو اب بھی میں سمجھتا ہوں دہشتگردی کی آگ میں جل رہا ہے، اب بھی جل رہا ہے، گو کہ کافی حد تک، ضرب عضب آپریشن کے بعد، میں نے کہا ہے کہ میں اس کے اوپر پوائنٹ سکورنگ نہیں کرنا چاہتا لیکن پھر بھی جنرل راحیل شریف صاحب، پاکستان آرمی کے نوجوانوں، افسران نے اور ہماری سیکورٹی فورسز، پولیس نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں، ایک ایک ایجنسی نے اس دہشتگردی کے خاتمے کیلئے بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن یہ ریزلٹ ہمیں نہیں مل سکا جناب سپیکر صاحبہ! جو ریزلٹ ملنا چاہیے تھا وہ ہمیں ابھی تک نہیں ملا ہے، اب بھی لوگوں کو ٹیلی فون کالز آرہی ہیں، لوگوں کو بھتہ لینے کیلئے ٹیلی فون کالز آرہی ہیں، ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے، اغواء برائے تاوان کے معاملات میں کمی نہیں آئی ہے، کیوں نہیں آئی ہے؟ اس کا جواب حکومت کو دینا ہو گا۔ اگر اس معاملے کو ہم سیریس نہیں لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی پریشانی ہو گی، آئندہ کیلئے حکومت کیلئے پریشانی ہو گی۔ میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ خدا را اس معاملے کو سیریس لے لیں اور اس کو مذاق نہ سمجھیں، آج یہ جو اس ایشو کیلئے ایوان، ایوان کے اندر یہ ایشو اس لئے نہیں لایا گیا ہے کہ ہم یہاں پر تقریریں کریں اور تقریریں کر کے ہم اپنے دل کی بھڑاس نکال دیں اور مشتاق غنی صاحب یا کوئی بھی حکومت کا نمائندہ مرکز کے اوپر ڈالے کہ مرکز والوں نے یہ کر دیا ہے، میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے، میں ان کے گریبان پکڑ لوں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا جوائنٹ پوری قوم کا مسئلہ ہے، صوبے کے عوام کے بچے بچے کا یہ مسئلہ ہے، تمام سیاسی

جماعتوں کا مسئلہ ہے، ہمیں اس کے اوپر سر جوڑ کے بیٹھنا چاہیے اور اس مسئلے کے حل کرنے کی طرف ہمیں جانا چاہیے تاکہ ہم اپنے صوبے کے عوام کو تحفظ فراہم کر سکیں۔ آپ دیکھ لیں جو وارداتیں، ان گزشتہ دو تین مہینوں کو دیکھ لیں، ٹارگٹ کلنگ کی وارداتوں کو دیکھ لیں، بھتہ خوری کی وارداتوں کو دیکھ لیں، روز بروز یہ بڑھ رہی ہیں اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ تمام اداروں کو غیر سیاسی بنائیں لیکن اتنا غیر سیاسی بھی نہ بنائیں کہ ان سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو، جناب سپیکر صاحبہ! آج آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر اتنے اہم مسئلے کے اوپر بحث ہو رہی ہے اور سیکورٹی نافذ کرنے، سیکورٹی کے ادارے اور قانون نافذ کرنے والی جو ایجنسیاں ہیں ان کے کتنے ذمہ داران یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو مذاق سمجھنے کے بجائے ہمیں اس کے اوپر سیر لیس ہو کر سوچنا چاہیے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صوبے کے عوام کو امن و امان نصیب فرمائے۔ چونکہ یہ ان کا حق ہے، یہ ہماری قسمت میں نہیں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے سالہا سال دہشتگردی کی آگ میں اپنے بہن بھائیوں کو، بزرگوں کو، نوجوانوں کو، آپ دیکھیں سرکاری ملازمین کا کیا قصور تھا کہ ان کی بس میں جو دھماکہ ہوا، وہ بیچارے اپنی ڈیوٹی پر آرہے تھے اور انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ تو یہ ساری ذمہ داری میں سمجھتا ہوں حکومت کے اوپر عائد ہوتی ہے اور حکومت اپنے فرض میں اگر کوتاہی برتے گی تو انجام اچھا نہیں ہوگا، صوبے کے عوام ان سے ضرور اس کا حساب لیں گے۔ تھینک یو ویری میچ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Nalotha Sahib. I think I will ask Mushtaq Ghani

کہ اس کو Respond فرمائیں۔ End up میں میں ان کو کہوں گی، آپ اس کا رسپانس دے دیں۔ ان کا

Okay, Shoukat, Shoukat, I want one, two from them End میں آئے گا۔ and one from your side

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): Madam! I think پہلے یہ لوگ کر لیں Then we will respond them.

Madam Deputy Speaker: Okay, so please write them because I am writing the points, you write the points as well, point by point.

مشیر برائے اعلیٰ تعلیم: ابھی تو بحث شروع ہے نا، تو وہ جو اپوزیشن کی طرف سے آجائے تو پھر آپ ہمیں موقع دے دیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پلیز، اوکے، بابک صاحب! آپ، بابک! آپ بولیں۔

جناب فرمان علی خان: میڈم! کہ پوائنٹ بائی پوائنٹ جواب ور کرے شی نو بنہ به وی،
داسی خوبه په یو غل جواب صحیح نه وی۔

Madam Deputy Speaker: Mushtaq Sahib, I have agreed with him, and Babak Sahib! You carry on.

جناب سردار حسین: اوکے جی، تھینک یو۔ شکریه میڈم سپیکر، ستاسو ډیره زیاته
شکریه چې نن په اهمه موضوع باندې ټوله ورځ تاسو دې بحث ته مختص کړې ده
او حقیقت هم دا دے چې دا یوه ډیره زیاته اهمه او ډیره زیاته ضروری مسئله ده
او دهشتگردئ باندې زما یقین دا دے چې په فورم باندې مونږ ډیر زیات بحث
کړے دے، بیا د خپلې پارټی مؤقف چې دے هغه مونږ دلته کښې ایښے دے، خپل
نقطه نظر چې دے هغه دلته مونږ وړاندې کړے دے او زما خیال دا دے چې څنگه
زمونږ اپوزیشن لیډر صاحب محترم او بیا سردار نلوټها صاحب دې خبرې ته
نشاندھی او کړه، دا ډیره زیاته د افسوس خبره ده چې دا دومره لویه مسئله چې د
هغې په وجه باندې زمونږ په دې صوبه کښې څه صورتحال دے، غالباً په هغې
باندې ټول پوهه یو خودا ډیره زیاته د افسوس خبره ده چې نن په دې دومره اهمه
موضوع باندې، چې دا پرون سپیکر صاحب دلته اعلان کړے وو، پکار خودا وه
چې دلته نن وزیر اعلیٰ صاحب ناست وے، پکار دا وه چې نن دلته سینیٹر وزیران
صاحبان ناست وے او بیا دا دواړه خبرې ضروری وی که مونږ بیا حکومتی
بینچونو ته او گورو نو د دې نه اندازه لگول مشکله نه ده چې زمونږ د دې صوبې
موجوده حکومت چې دے هغه دې ډیرې لوڼې گمبھیرې مسئلې ته څه نظر لری او
خومره سنجیدگی لری؟ زما یقین دے، دا اندازه لگول چې دی دا گرانه نه ده۔
میڈم سپیکر! دهشتگردی اوسنی خبره نه ده، په دې صوبه کښې د تیرو ډیرو
کالونو نه د دهشتگردئ یو لهر چې دے هغه روان دے۔ مشکل چې دلته راغے،
په مشکلاتو کښې چې اضافه راغله نو په دیکښې هیڅ شک نشته چې د ضرب
غضب په وجه باندې د دهما کو په تعداد کښې ډیر کمے راغله دے نو زما دا
خیال دے چې د دې خبرې نه انکار کول نشی کیدے چې په دې صوبه کښې د
موجوده حکومت په دور کښې په دهشت کښې، په وحشت کښې، په خوف کښې،
په اغواء برائې تاوان کښې، په بهته خورئ کښې، په ټارگت کلنگ کښې چې

خومره اضافه راغلی ده نو دا ریکارډ ده- د دې بنیادی وجه دا مخامخ Political will دے چې هغه په نظر نه راځی، کمتمنت دے، دا مسئله موجوده حکومت Own کوی نه، او زه به موجوده وخت حکومت ته هغه وخت رایا د کرم چې کله پینځه کاله مخکې مونږ په اقتدار کښې وو نو ډیره په آسانه باندې به د خوش قسمتی نه یا د بد قسمتی نه هغه دوه سیاسی جماعتونه نن په اقتدار کښې دی، هغوی به ډیرو په لنډو الفاظو دا خبره کوله چې عوامی نیشنل پارټی د امریکې نه ډالری اخستې دی او بیگناه پښتانه وژنی، نن چې د خومره واقعاتو ذکر مولانا صاحب او کړو یا نلوټها صاحب او کړو، آیا نن مونږ او دا ټول قوم بیا دا تپوس کوی چې نن خو عوامی نیشنل پارټی په اقتدار کښې نه ده نو د اے پی ایس غونډې واقعه ولې کیږی، د باچا خان یونیورسټی واقعه ولې کیږی، په شب قدر کښې واقعه ولې کیږی او دا په تیره تیره دا د غربی تها نړې مخې ته دا واقعه چې ده دا ولې کیږی؟ نو نن پکار دا ده چې حکومت د دا جواب هم دې خلقو له ورکړی چې په عوامی نیشنل پارټی باندې دا تور لگول چې دا دوی د امریکې جنگ کوو او د امریکې په جنگ کښې بیگناه پښتانه وژل نو باید چې نن دا جواب دوی قام له ورکړی- نن عوامی نیشنل پارټی په اقتدار کښې نه ده نن په اقتدار کښې دوی دی- میډم سپیکر! مونږ دا گنډو چې موجوده حکومتونه دا که مرکزی حکومت دے او که دا صوبائی حکومت، دا سنجیده نه دی نن، دوی ته څه مشکل دے؟ زه دا وئیلې شم چې د ضرب عضب په وجه باندې صوبائی حکومت د ضرب عضب نه فائده وانخسته- مونږ چې کله په اقتدار کښې وو په فاطا کښې آپریشن نه وو نن چې دوی په اقتدار کښې دی په فاطا کښې آپریشن او شو، روان دے، دې سره اختلاف کیدې شی چې نن تر ډیره حده پورې په فاطا کښې باید چې دهشت گرد موجود دی او موجود دی خو دې خبرې سره اختلاف نه شی کیدې چې نن په فاطا کښې د هغوی نیت ورکنگ تر ډیره حده پورې ختم دے نن خو دا ذمه داری بیا د صوبائی حکومت ده چې هغه دغې ضرب عضب نه فائده واخلي او دلته حالات په خپل کنټرول کښې راوولی او مونږ دې خبرې ته په دې نظر گورو چې دا د پښتنو نسل کشی روانه ده- مولانا صاحب د قادری صاحب ذکر او کړو- د پنجاب عدالت د پنجاب یو سړی ته پهانسی ورکوی او په شب قدر حمله کیږی

وائی مونږ د قادری بدل واخستو۔ د پښتنو نه ئے بدل اخلی۔ دا د خدائے تعالیٰ په کوم کتاب کښې دی، دا خومره لوئې لوئې ظلم دے۔ مونږ په هغې بحث کښې نه څو خو چې نن کوم خلق ډیرې لوئې لوئې دعویٰ کوی چې مونږ دهشت گرد ختموؤ، مونږ دهشت گردی ختموؤ، مونږه ورله ملا ماتوؤ او مونږ سهولت کار ختموؤ، نن خو کهلاؤ چندې کیږی، نن خو هغې تنظیمونو کهلاؤ بیڼرې لگولی دی، نن خو د دې صوبې، نوم ئے نه اخلم په کهلاؤ توگه جنازې راخی، سوال دلته دا پیدا کیږی چې دا د کوم ځانې نه راخی، دا دومره انټیلیجنس ایجنسی چې دی، دوی د څه رپورټنگ کوی، آیا دوی ته پته نه لگی؟ دا د گورنر صاحب زوئے الله د اوبخښی څلورنیم کاله پس رها شو، څلور نیم کاله پس، دا ټول قوم نه دے خبر چې دا چا سره وو او دا څنگه رها شو؟ او دا تپوس کول هم ممنوعه دی، نو مونږ څنگه او گرو چې دې دهشت گردی ختمولو ته دا مقتدر قوتونه او یا دا حکمرانان سنجیده دی، د پخوانی وزیر اعظم زوئے نن هم اغواء دے او امید د رب نه دے چې داسې به راشی، لکه الله د راولی ځکه چې د هغوی پرې کور وران دے، خدائے د ورله راولی ځکه چې دا هغې چا ته پته ده، دا به هغې مور ته به پته وی، د هغه پلار ته به پته وی چې د هغې د وجود حصه د هغه نه جدا ده۔ میډم سپیکر! دهشت گردی دا یو حقیقت دے، دلته طالبان چې په دې شکل نه پیژندل، دا په کوم شکل چې د طالبانو تعارف او شو، هغه فیز تیر شو، القاعده راغله، داعش راغے، دا تپوس به څوک د چا نه کوی او دا جواب به څوک کله ورکوی، دا نن په لکھونو آئی دی پیز چې مولانا صاحب ئے ذکر او کرو، دا ډیره د افسوس خبره ده او دا ډیره زیاته د شرم خبره ده چې په لکھونو خلق چې دریم کال ئے روان دے، دا حکومتونه په هغې کښې هم ناکامه دی چې هغې بې کوره خلقو له چې هغه خلقو د دې وطن د امن د پاره، د دې وطن د سلامتیا د پاره هغوی خپل کورونه پرېښودل، هغوی خپل کاروبارونه پرېښودل، او دا ټولې خبرې او شوې، نن تاسو او گورئ چې د هغوی کاروبارونه ختم شو، نن د هغوی کورونه کنډر کیږی، کورونه ئے ورانېږی او کورونو دروازې او د کورونو سامانونه د هغوی په بازارونو کښې خرڅیږی، دا خومره د افسوس خبره ده، د دې ملک واکمن چې دی، دا به نور په څه پوهیږی، دا به کله پوهیږی، دلته څوک محفوظه دی؟ دلته په

پيښور ڪينڊي د ورځي رنڊا د تاجرانو مشر په خپل دوکان ڪينڊي اووڙلے شی او د هغې دريمه نه وی شوې او د هغې د کور خاندان ټولو افرادو ته بيا ټيليفونونه راځي چې دومره پيسې رااوليږه، دومره رااوليږه، دومره رااوليږه او دلته به صوبائي حکومت صرف دا جواب وړاندې کړی چې دلته نه دې افغان مهاجرين اوځي نو دا مشکل چې دے نو دا به ختم شی، آیا دا مشکل افغان مهاجرينو جوړ کړے دے؟ مونږ دا وايو چې صوبائي حکومت ڪينڊي د خلقو توجه د بنيادی ذمه داری نه وړاړوی، پکار دا ده چې صوبائي حکومت مرکزی حکومت ڪينڊي او مونږ ئے خو په ډاگه وايو چې د ملک وزير اعظم ځکه خاموشه دے چې پنجاب ته تحفظ دے، هغه 'نوگوايريا' ده د دهشت گردئ د پاره، پنجاب د دهشت گردئ د پاره 'نوگوايريا ده' آیا او بيا دا ده پښتنو بدقسمتی ده چې د دې ملک وزير اعظم د پنجاب، د دې صوبې حکومت واکمن چې په مرکز ڪينڊي په اپوزيشن ڪينڊي دے، د پنجاب، وزير اعظم په دې خاموشه دے چې د هغه پنجاب ته تحفظ دے، عمران خان په دې خاموشه دے چې هغه غږ نه کوی، ځکه وائی چې د هغه نظر په وزارت عظمیٰ دے، د هغه نه به پنجاب خفه شی، آیا په اخلاقی توگه باندې چې هره ورځ عمران خان دلته راخلاص دے، هره ورځ دلته عمران خان راخلاص دے، کله وائی چې ما دا اعلان اوکړو، کله وائی چې ما دا اعلان اوکړو، ایک سو چهبيس ورځي دهرنا هغه د څلور حلقو د پاره ورکړې ده، نن پښتانه تپوس کوی چې د پښتنو Genocide روان دے او دې پښتنو خپل واک عمران خان له ورکړے دے، آیا په اخلاقی توگه د يو نیشنل ليډر په حیثیت باندې د عمران خان دا ذمه داری نه جوړيږی چې د دې پښتنو په سرلاس کيږدی؟ ميډم سپيکر! پښتانه خو بې آسري پراته دی، چې چا ئے خبره کوله په 2013ء هغوی سره هغه عمل اوکړو چې زمونږ ئے اميدوار پريښودو، ماله ئے د الیکشن کله هم پريښودو، زما ورکړه به ئے جهندا په کور نه پريښوده او په کهلاؤ توگه ئے وئيل، په کهلاؤ توگه ئے وئيل چې تاسو به د پارليمان نه بهر ساتو، نو مونږ مو بهر اوساتلو خو چې چاله اقتدار ورکړو، چاله اختيار ورکړو نن راشئ د الله تعالیٰ بنديگانو! د هغوی نه خو دا تپوس اوکړئ چې آخر د پښتنو دا دومره لويه وينه دا به تر کومې پورې تويږی؟ آیا دا څنگه چې د هغه خلقو چې تر ننه پورې د

پښتنو په وینو د هغوی تنده ماته نشوه، دا خو دې پښتنو ته او وائی چې د دوی دا تنده به کله ماتیري؟ میدم سپیکر! دا مونږ منو چې په الفاظو کښې دا خبره کیږي چې دهشت گردی د پاکستان مسئله ده او دا ده، دا د ټولې دنیا مسئله ده خو د دهشت گردی بنکار صرف پښتانه دی، دا فاتا ته او گوره، پختونخوا ته او گوره، په بلوچستان کښې د پښتنې سیمې ته او گوره، بیا په کراچی کښې او گوره، دا په کوم شکل باندې چې د پښتنو دا بیخکنی روانه ده، دا خو نن سوچ هغه واک دارانو له پکار دے چې څوک الزامونه لگوي، څوک فتوې لگوي، څوک د وفاداری سرټیفیکیتونه ورکوي چې دا غدار دی، دا پښتانه غدار دی؟ دوی خو پاکستان بیچ کرے دے، دوی خو د خپلو سرونو په قیمت باندې پاکستان ته دیوال شو، کښینی زمونږ د دې وطن مشرانو دا خبره کرې وه چې دا بونیر ته چې کله طالبان راغلل، دهشت گرد راغلل نو اسلام آباد په څو کلومیټره کښې پروت وو، دا دیوال پښتنو وهله دے، باید چې د پاکستان حکمرانان په دې خبره پوهه شی، دا تاسو او گورئ د پښتنو فوجی محفوظه نه دے، لس ورځې نه کیږي چې دلته ئے زمونږ کرنل او وژلو، میدم سپیکر! زه به دا ضرور وایمه چې دا مسئله د ټولو مشترکه مسئله ده، صوبائی حکومت به په دې باندې کهل کي میدان ته کیږي، کهل کي، دا ډیره بنیادی مسئله ده او زه صوبائی حکومت ته هغه خبره په دې موقع نه کوم خو ټول سیاسی، مذهبی جماعتونه د دوی په اعتماد کښې واخلی او دوی د ورته خپل مشکلات بیان کړي چې د دوی مشکل څه دے، آیا د دې مسئله نه داسې سترگې پټول دا چې په کوم شکل باندې درې کاله د دې مسئله نه دوی خپلې سترگې پټې کړے، آیا دا ئے حل دے؟ دوی هم په دې پوهیږي چې لکه د عوامی نیشنل پارټی په شان مونږ مخامخ شو نو مونږ سره به هم هغه عمل کوي چې کوم عمل ئے عوامی نیشنل پارټی سره او کړو خو د قوم مشری خو داسې نه کیږي، د قوم نمائندگی خو داسې نه کیږي چې ته به د خیر په وخت کښې به مراعات اخلې او د شر په وخت کښې او د تکلیف په وخت کښې به ته خاموشي کوي یا به سترگې پټوي، داسې خو مشری نه کیږي، دا څنگه مشری ده او دا هغه بدلون دے؟ بابا! راپاڅئ نن میدانی شی، د دې صوبې چیف ایگزیکټیو د په جار باندې وزیر اعظم ته د او وائی چې که هغه په ملک کښې ذمه داری اخستی ده نو

د دې صوبې چيف ايگزيڪٽو دې راپاڅي او د دې صوبې د خلقو د کمانډ اوکړي، په جار باندې، په جار باندې، دوئ خوالټا Harassment شروع کړو۔ په باچا خان يونيورسټي کبني واقع او شوه او انتظامي کميټي جوړه شوه، د کميټي رپورټ دا راغے چې وائس چانسلر د دې خبرې ذمه وار دے، افسوس و صد افسوس يو استاد په يو تعليمي اداره کبني د دې د پاره ناست وي چې هغه به دغه تعليمي ادارې ته تحفظ ورکوي، نو دوئ به د پاکستان د آئين نه نه وي خبر نو نن استاد له ټوپک ورکول او د دهشت او د وحشت ماحول تعليمي ادارې ته دننه وړل، دا بدلون دے؟ ميڊم سپيکر! مونږ دا کنړو چې په دې ډيره لويه اهمه مسئله ځکه چې پښتانه د دې بنکار دي او دلته د دوئ حکومت دے، د دوئ غير ذمه دارئ، د دوئ غير سنجيدگي، د دوئ بي حسئ مونږ دا کنړو چې نن د خلقو مورال ډاؤن کړے دے، نن د سيکورټي فورسز مورال هم ډاؤن دے، پکار دا ده چې دوئ راپاڅي، او دا جنگ نه دے دا خو خپله دفاع ده، آيا په داسې وخت کبني چې زه تاسو له د دې آخري واقعي مثال درکړمه چې دا سيکريټريټ ته يا پيښور ته کوم ملازمين راتلل نو سحر هغوی کور دا خبره کړې وه چې مونږ به ماسپينين راځو، نو زمونږ به جنازې راځي، د دې ذمه وار څوک دے؟ هغوی خو دې له نه وو راغلي پيښور ته، هغوی خو چې سحر د خپلو بچو نه راتلل نو هغوی دې روزئ گټلو له راغلي وو او په دې نيت راغلي وو چې ما بنام يا ماسپينين به خپل کور ته سلامت رسي، د هغوی لاشونه لارل او دا هر سحر به داسې سانحات وي او داسې واقعات وي، نو مونږ دا نه وايو څنگ چې ما په اول کبني دا خبره اوکړه چې دهشت گردی ده، الميه دا ده چې صوبائي حکومت د تماشائي کردار ادا کوي، دا تماشائي کردار ادا کوي او دوئ بالکل د دې دهشت گردو په رحم وکرم باندې دا صوبه پريښودې ده، دا پوائنټ سکورنگ نه دے، نن که ماله حکومت جواب راکوي چې د عوامي نيشنل پارټي پاليسي غلطه وه نو غلطه وه چې زه د قوم نمائنده ووم، ما د قوم مشري کوله، چې د قام بچي به مرکيدل، هغه زما بچي وو، ما د قام د بچو د بنمنانو ته خپل د بنمنان وئيلي وو، ما د قام او د قام د بچو د بنمنانو په گريوانونو کبني د خپل قام او د خپل قام د بچو د د بنمنئ د پاره لاس اچولے وو، زما ورسره د پولې د بنمنئ خو نه وه، زمونږ

ورسره د پتی د بنمنی خو نه وه، زمونږ ورسره سیاسی د بنمنی خو نه وه، مونږ د قام په سر جنګ کړې دے، مونږ د قام په سر ننگ کړې دے، ځکه مال له ئے د بشیر بلور غوندې نر لیدر پرېښود، دا که د امریکې جنګ ورته څوک وائی نو جنګ زما کوڅو له راغے، چې زما جنازې محفوظه نه شوې، زما حجرې محفوظه نه شوې، زما سکولونه محفوظه نه شو، زما صحافیان محفوظه نه شو نو دا جنګ د امریکې جنګ وو؟ نن خو ستاسو جنګ دے کنه، میډم سپیکر! زه به هغه خلقو ته هم گزارش کوم چې نن په یوه عدالتی فیصله باندې په ټول پاکستان کښې جلوسونه اوباسی، دا د هغوی خپل سیاسی فیصله ده، هغې سره د اختلاف یا څه هغې سره د اتفاق خبره نه، خوزه هغه خلقو ته هم گزارش کوم چې دا پښتانه خلق وژلې کیږی، راځی چې نن د هغوی د پاره هم جلوسونه اوباسو، راځی چې نن د هغوی د پاره هم راپاڅو، ما خودلته یو جلوس داسې اونه لیدو چې په خیبر بازار کښې به دهماکه شوې وی او چا به اعلان کړې وی چې راځی چې د دې بیګناه خلقو د شهادتونو په حق کښې او دا چې چا کړې دے، د هغوی په مذمت کښې یا د هغوی په مخالفت کښې مظاهره او کړو، دا زمونږ د ایمان د کمزورې ډیرې لوئې نښخې دی، دا الزامونه په بل لګول چې دا د چا جنګ دے، دا د چا جنګ دے، دا د چا جنګ دے؟ زما دا خیال دے چې د دې نه به راوتل غواړی. زه میډم سپیکر، مرکزی حکومت ته به هم دا خبره او کړو چې که د افغانستان او د پاکستان ترمینځه دا د عدم اعتماد فضاء وی، دا دورې ډیرې اوشوې، پکار دا دی چې افغانستان او پاکستان یو بل له اعتماد ورکړی چې که د دوی په یو بل شک وی چې هغه شک ختم کړی چې نه د پاکستان خاوره د افغانستان خلاف استعمالیږی او نه د افغانستان خاوره د پاکستان خلاف استعمالیږی ځکه چې دا لازم او ملزوم خبره ده، د نیشنل ایکشن پلان په حواله باندې به ضرور د دې فورم نه به مونږ دا خبره کوو، باید چې په هغې د نظرثانی اوشی، اوس آیا نیشنل ایکشن پلان کښې چې کوم شل نکات دی، په هغې باندې عمل درآمد روان دے؟ د هغې 'فالو اپ' میتینګز کیږی؟ د هغې Feed back اخستلے کیږی؟ او آیا د صوبائی حکومت په پارټ باندې چې کومې کمزورې دی د هغې نشاندھی کیږی؟ آیا د مرکزی حکومت په پارټ باندې چې کومې کمزورې دی د هغې

نشاندھی کیری؟ باید چي نیشنل ایکشن پلان چي دے، په هغی باندی من و عن
 دا عمل درآمد اوشی او مونر. دا گنرو، مونر. دا منو چي د پینتنو مقبری دکي
 شوی او دلته ډیره لویه خاموشی ده، هغه Resistance نشته چي کوم
 Resistance پکار دے خویوه خبره کوو چي دا خاموشی ډیره خطرناکه ده، ډیره
 خطرناکه ده، د هغی وجه دا ده چي د برداشت هم یوه پیمانہ وی، د برداشت هم
 یو حد وی، باید چي د دې وطن حکمرانان په دې خبره ځان پوهه کری، که نه
 پوهیری چي هغه برداشت ختم دے او دا وطن چي دا په 47ء کبني جوړ شوی وو،
 دا دومره نه وو، دا دومره نه وو، دا د دې نه سیوا وو، نن باید چي د پاکستان د
 مضبوطیا د پاره د پاکستان د سلامتیا د پاره دا خبره ډیره زیاته ضروری ده، دا
 خبره ډیره ضروری ده چي د دې وطن حکمرانان چي دی، هغوی د دې مسئلو
 ادراک اولری او نور غفلت چي دے، دا به دا ملک نور تباھی طرف ته بوخی چي
 کومه زمونر او ستاسو د ټولو په حق کبني نه ده۔ میڈم سپیکر! زه به په آخره کبني
 ضرور دا خبره کومه، صوبائی حکومت باید چي د ډیری سنجیدگی نه کار
 واخلي، صوبائی حکومت باید چي خپله ذمه داری ترسره کولې نشی، په
 استاذانو ذمه واری اچوی، د ادارو په مشرانو ذمه داری اچوی یا The own
 war or the other way خپله ذمه واری په نورو خلقو وراچوی، باید چي دا
 وخت راغلی دے چي نن صوبائی حکومت خپله ذمه داری چي ده، هغه قبوله
 کری، مونر. اپوزیشن په دې ټوله مسئله کبني بالکل د حکومت سره ولاړ یو ځکه
 چي دا دهشت گردی چي ده، دا د ټول قام مسئله ده، دا د ټول وطن مسئله ده، ان
 شاء الله صوبائی حکومت چي دے د دهشت گردی په دې لویه مسئله کبني به
 مونر. د ځان نه شاته نه وینی، څومره مرسته چي کیدی شی مونر. به ورسره کوو۔
 ډیره زیاته مهربانی او ډیره مننه۔

Madam Deputy Speaker: Thank you Babak Sahib. From Peoples Party, I have got the name of Muhammad Ali Shah Bacha, he is a Parliamentary Leader. You want to speak from Peoples Party?

Mr. Sardar Hussain (Chitrali): Yes.

Madam Deputy Speaker: Okay, just one minute, after the Parliamentary Leaders I have got five request, so I will be giving them only five minutes later on. You can have, you know, you are

the Parliamentary Leader, so you are representing the Parliamentary Leader, so you can have time.

جناب سردار حسین (پتھالی): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میڈم سپیکر! امن وامان کے حوالے سے یہاں پر باتیں ہونیں لیکن خیبر پختونخوا میں اس دہشت گردی کی اپنی ایک تاریخ ہے اور اس میں ہمیں صرف اور صرف صوبائی حکومت کے کان کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے اس زمانہ میں جب لاکھوں افغانیوں کو لا کر خیبر پختونخوا میں پھوڑا اور اربوں ڈالر اسلام آباد میں تقسیم ہوئے، اربوں ڈالر، اس کے ساتھ انہوں نے ہمارے نوالے تقسیم کر کے کھائے، ہمیں کچھ نہیں ملا۔ آج بھی اگر آپ دیکھ لیں تو پورا خیبر پختونخوا کابل کے ساتھ لگا ہے اور اگر مذاکرات ہوتے ہیں تو خیبر پختونخوا کا جو چیف منسٹر ہے یہاں کی جو کابینہ ہے، ایک بھی ممبر اس میں شامل نہیں ہوتا، اسلام آباد سے آتے ہیں اور جاتے ہیں اور جس طرح سردار صاحب نے کہا، ہمیں پتہ ہی نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر کو بھی پتہ نہیں ہو گا کہ اس سے متعلق کیا فیصلے ہو رہے ہیں اور کیا ہو رہا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ دو قسم کا امن ہوتا ہے، ایک منفی اور ایک مثبت، منفی امن یہ ہے کہ اگر دو بچے آپس میں لڑتے ہیں اور کوئی بڑا آجاتا ہے، ان کو دو تھپڑ لگا کر ہٹا دیتا ہے، دونوں میں امن ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد بچے واپس آ جاتے ہیں اور پھر لڑنا شروع کر دیتے ہیں، تشدد سے تشدد کو دبایا جاسکتا ہے، ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیں سوچنا یہ ہو گا کہ اس دہشت گردی کو ختم کرنے کا بہترین حل کیا ہے؟ وقتی طور پر آپریشن ضرب عضب چل رہا ہے، ہم بندوق کے ذریعے سے کام کر رہے ہیں، Eliminate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف نہ ہماری Media campaign موجود ہے، نہ ہمارے اخبارات اس کے خلاف لکھتے ہیں، نہ ہمارے علماء کرام جو ہیں، خطبہ جمعہ میں دوسرے لکچر تو دیتے ہیں، نہ ہمارے سکولوں کے نصاب میں امن سے متعلق دہشت گردی کے خلاف کوئی سبق موجود ہے، نہ ہماری Campaign ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہر رکنہ میں، ہر موٹر میں، ہر چوک میں اور ہر دفتر میں امن کی باتیں ہوں، ہر طرف دیکھیں تو امن کے Slogans----

(عصر کی اذان)

جناب سردار حسین (پتھالی): میڈم سپیکر! افواج پاکستان نے اپنا کام کیا اور کر رہی ہے، پولیس والوں نے قربانیاں دیں۔ آج سیکرٹری کے اندر دھماکہ ہوا اور ان کا سارا سسٹم رکا اور ساری قوم سوچ رہی ہے، ہماری بے حسی کی انتہا یہ ہے کہ اگر قصہ خوانی میں بم پھٹتا ہے، صرف دس منٹ کے بعد دوبارہ ریڈھی لگا کر

کام شروع ہو جاتا ہے، ہم بھول جاتے ہیں، ایک دفعہ اخبار میں یاد دوسرے دن کے اخبار میں چھوٹی سی ایک خبر آ جاتی ہے کہ ہاں جی پچاس بندے مرے ہیں، تیس بندے مرے ہیں لیکن پھر نہیں سوچا جاتا کہ کیا کیا جائے؟ اس دہشت گردی میں جب ہم شریک نہیں ہوں گے تو یہ دہشت گردی نہیں ہو سکتی، یہ دہشت گرد جب آ جاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں یہ ٹھہر جاتے ہیں، کہیں نہ کہیں یہ Camouflage کرتے ہیں، کہیں نہ کہیں ان کو ٹھکانہ ملتا ہے، کہیں رکشے کو استعمال کرتے ہیں، ٹیکسی کو استعمال کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے، ضروری بات یہ ہے کہ ہم مائنڈ سیٹ کو چیلنج کریں، مائنڈ سیٹ کو ہم امن کی طرف لائیں، خیبر پختونخوا کے اندر ہم نے اس پہ کام نہیں کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مایوسیوں سے یہ چیزیں جنم لیتی ہیں، آپ کے سوات کے اندر جب طالبان آئے تو سارے لوگ کیوں شامل ہو گئے؟ عوام اس لئے شامل ہوئے کہ عدالتوں میں ان کے کیسز تیس تیس سالوں سے پڑے تھے، ایک بندے نے گاؤں میں آ کر درس منٹ میں فیصلہ دینا شروع کیا، یہ کس کی غلطی تھی؟ جب وہاں پہ نانصافیاں ہوئیں، آج بھی خیبر پختونخوا کے اندر ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ دہشت زدہ صوبہ ہے، اس نے تکلیفیں اٹھائی ہیں، ہم نے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی گود میں لے جا کر کونوں میں دفنائے اور یونیورسٹی سے اٹھا کر ہم نے بچوں کو دفنایا لیکن مجھے یہ بتادیں کہ اے پی ایس کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جو کہ ہم پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں، خیبر پختونخوا میں کتنے پیسے آئے، ان بچوں کے ساتھ کیا مدد ہوئی؟ اگر باچا خان یونیورسٹی میں یہ واقعہ ہوا تو اس کے بعد تو تین اور یونیورسٹیاں کھولنی چاہیے تھیں کہ ہاں جی، اگر آپ ایک یونیورسٹی کے خلاف ہیں تو پانچ یونیورسٹیاں ہم کھولیں گے لیکن اگلے دن ہم سو گئے، بیٹھ گئے اور ساتھ ہی فیڈرل گورنمنٹ میں کچھ بھی ہوتا ہے، اس سے لاعلمی، آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں، چاہیے تو یہ تھا، چین سے بھی مدد آتی ہے تو پنجاب، کہیں اور سے بھی مدد آتی ہے تو پنجاب، خیبر پختونخوا کو مکمل طور پر مرکزی حکومت بھول چکی ہے، پتہ نہیں یہاں کے عوام کو کس بات کی سزا دے رہی ہے؟ اس لئے میری ریکویسٹ یہ ہے کہ حکومت کو باقاعدہ طور پر مختلف محلوں کو محفوظ کرنے کیلئے، سکولوں کو محفوظ کرنے کیلئے، ان انسٹیٹیوشنز کو محفوظ کرنے کیلئے، اس بارڈر کو محفوظ کرنے کیلئے ٹھیک ٹھاک طریقے سے اربوں روپے فیڈرل گورنمنٹ کو خیبر پختونخوا کی حکومت کو دینے ہوں گے تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں۔ ہمارا اپنا حق، اپنا ہی، بحث اگر ہمیں نہ ملا، غربت سے غربت کی طرف گئے، ہمیں اگر اے ڈی پی میں کٹ لگانا پڑے تو پھر دہشت گردی زیادہ ہوگی یا کم ہوگی؟ یہی میری ریکویسٹ ہے۔ تھینک یو ویری مچ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We will break for the prayer and after the prayer we will re-start again; we will re- assemble at 5:30, okay, thank you.

(اجلاس کی کاروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے محترمہ ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ I think, قومی وطن پارٹی جو ہے، وہ رہ گئی ہے،

باقی ساری پارٹیز ہو گئیں تو five minutes, okay.

جناب سلطان محمد خان: تھینک یو میڈم سپیکر۔ زہ ستاسو ڊیره شکر یہ ادا کوم چي مالہ مو موقع راکره چي نن په دې اهم ايشو باندې او بلکه که زه دا ووايم چي د دې صوبې او د دې ملک د ټولو نه اهم ايشو چي کومه ده، په هغې باندې تاسو مالہ موقع راکوې چي زما خه Views دې، هغه On the floor of the House زه پيش کرم۔ ميڈم! زه به کوشش کوم چي تاسو کوم Directions راکرل، پينځه منټه، په هغې کبني زه خپله خبره راغونډه کرم خو تاسو ته به خواست وي که لږ ډير پکبني مخکبني شم نو تاسو به راسره گزاره کوئ۔ ميڈم سپیکر! دا ايشو چي کومه ده نو زما په خيال که دلته مونږ په دې پوائنټ سکورنگ شروع کړو، اپوزيشن والا خپل پوائنټ سکورنگ شروع کړو او مونږ د ټريژري ممبرز خپل پوائنټ سکورنگ شروع کړو نو دا مونږ خان سره زياتے کوؤ لگيا يو او د خان نه زيات بيا مونږ د دې صوبې د خلقو سره، د دې هاؤس چي کومه Dignity ده او د دې ايشو چي کوم Importance دے، مونږ خپل هغه فرض چي دے په صحيح معنو کبني هغه مونږه سرته نه رسوؤ لگيا يو۔ ميڈم سپیکر! Because I am a treasury member نو کيدې شي مانه دا طمع ساتلې کيري چي I will defend the government خو دا ايشو داسې ده ميڈم! چي خو پورې مونږ Sincerely يو اوپن ډسکشن په دې باندې هاؤس کبني دننه نه وي کړے او تجاویز نه وي راغلي، د دې چي کوم اثرات دي، په هغې باندې بحث نه وي شوے او د دې چي کوم وجوهات دي او د ټولو نه Important زه دلته گورم چي ډير بنه Speeches کيري خو زما په خيال چي Recommendations هم ورکول پکار دي، چي مونږه خه Recommendations د دې هاؤس نه ليرو، ميڈم سپیکر! جمهوری

دور دے او اکثر زمونږ دا يوه گيله پيدا کيږي چې په پاکستان کښې جمهوري دور چې کوم دے نو هغه مخکښې نه ځي او هغې له تسلسل نه ورکولے کيږي خو مونږه د د ځان نه هم تپوس او کړو چې مونږ عوامي نمائندگان په داسې Respectable House کښې ناست يو، په داسې بڼه بڼه پوستونو باندې مونږ کله ناست يو، زمونږ فيصلې څنگه دي، زمونږ ريسرچ څومره دے، مونږ خپل هغه کار په څومره بڼه طريقه سره کوؤ؟ نو آيا بيا گيله مونږ له د ځان نه پکار ده او که نه گيله مونږ له د نورو خلقو نه پکار ده چې کله مونږه د عوامو په سترگو کښې Discredit شو؟ ميډم سپيکر! مونږ د دهشتگردي څنگه چې بایک صاحب خبره اوکړه، دانننې خبره نه ده، دا د ډير وخت نه داسې يو عمل دے چې دا شروع دے او مونږ به هغه خبرې هم کوؤ چې هغه زمونږ د دې هاؤس او د دې صوبائي حکومت او د دې صوبې د حده پورې زمونږ د کنټرول نه بهر دی خو زما په خيال مونږ له زياته توجه په دې راوړل پکار دی چې بجائے د دې چې مونږ دا اووايو چې د افغانستان پالیسي تههیک نه ده او پکار ده چې مونږه دا اووايو که تههیک نه وي، مونږ دا اووايو چې په فاتا کښې دا کيږي لگيا دی او مونږ د اووايو چې فاتا کښې دا څه روان دی خو مونږ له دا پکار دی چې مونږ د دې هاؤس څه اختيارات دی، د دې صوبائي حکومت څه اختيارات دی، د دې صوبائي کابينې څه اختيارات دی، مونږ د هغې اړخ ته لار شو۔ ميډم سپيکر! وروستو ورځو کښې که تاسو کتلی وي، مونږ داسې خبرې اوږو چې يو اړخ ته خو صوبې کښې دا کوم واقعات چې اوشو، د باچا خان يونيورسټي چې کوم واقعه اوشوه، بيا د شبقدر په کورټس چې کومه واقعه اوشوه، د هغې نه پس دلته په سيکرټريټ يا پيښور ته چې کوم بس راتلو، په هغې ملازمينو چې کومه هغې کښې دهما که اوشوه، په هغې بس کښې، يو اړخ ته خو په دې باندې د عوامو ډير زيات تشويش دے چې دا څه کيږي لگيا دی، بل اړخ ته مونږ دا گورو چې ضرب عضب آپريشن شروع دے او زه آن دی فلور آف دی هاؤس سلام پيش کوم د پاکستان چې کوم آرمي ده، د پاکستان د آرمي چې کوم افسران دی، د پاکستان د آرمي چې کوم ځوانان دی او بيا د هغې نه پس زه سلام هم پيش کوم د پوليس او د Law Enforcement Agencies چې کوم افسران دی او کوم ځوانان دی، زه هغوی ته

سلام پيش كوم چي ضرب غضب آپريشن كوم شروع دے، په ټول ملك كښي د هغي ډير بنه اثرات راروانيدو والا وو او راغلي هم وو خو بل اړخ ته مونږ دا خبري اوږو لگيا يو چي ايډيشنل چيف سيكرټري صاحب چي كوم دے نو يو خط اوليكلو او مونږ ته دا پته اولگيده چي نن سبا په بيوركريسي كښي او د پوليس ترمينځه يو Tussle روان دے، چي يو نوے پوليس ايكت جوړيري لگيا دے او بجائے د دې چي مونږ په دې توجه راوړو چي مونږ د امن و امان دا صورتحال تهيك كړو نو مونږ خپلو كښي دا Tussle كوؤ چي اختيارات د زما زيات شي او زه ستا د لاندې كار او كرم او كه نه زما لاندې به ته كار كوي، دا ډيره د افسوس خبره ده ميډم سپيكر! بل اړخ ته مونږه دا اوگورو نو هم دې اسمبلئ يو قانون پاس كړے دے، “Khyber Pakhtunkhwa Sensitive and Vulnerable Establishments And Places Security Act, 2015” مونږه هم د دې اسمبلئ حصه وو، چي كله دا ايكت پاس كيدو خو مونږ دا ټول هر څه پريښي دي او مونږ په دې يو ايكت پسې اوس راخستې ده چي د سكول د پرنسپلانو، هيډ ماسترانو او استاذان په دوي باندې ايف آئي آرې او كړي او د يونيورسټي په وائس چانسلرانو باندې ايف آئي آرې او كړي، آيا زمونږ حالات به په دې تهيك كيږي چي مونږ دا تعليمي اداري راتينگي كړو يا عام خلق، آئين څه وائي، آئين پاكستان څه وائي؟ آن ريكاډ زمونږ پارټي د دې ايكت مخالفت هم كړے وو په دې اسمبلئ كښي چي كله دا پاس كيدو، آئين پاكستان دا وائي چي پاكستان كښي دننه چي كوم كوم شهري اوسيري، د هغه د حفاظت ذمه واري او دا د دنيا په هر ځايي كښي دا قانون دے او هر ځايي كښي دا يو Principle دے او دا يو رول دے چي د يو شهري حفاظت چي كوم دے، د هغي ملك، د هغي سټيټ به كوي، نو مونږ ورته دا اووئيل چي بس ځان ته كيږي هم اولگوه او ځان له ټوپك هم راواخله او خپل حفاظت او كره او د پاسه مو ورته بيا دا اووئيل كه خپل حفاظت د اونكرو نوبيا به مونږ تا جرمانه كوؤ او بيا به مونږ تا جيل ته هم اچوؤ او تا به مونږ Prosecute كوؤ هم بيا، ميډم سپيكر! دا د كوم ځايي قانون دے؟ دا دنيا به مونږ پورې خاندی نه؟ دا د دنيا په كوم قانون كښي او په كوم اصول كښي دا راغلي دي چي د يو ملك چي يو عام شهري دے، هغه غريب د

دهشتگردئ بڼکار هم دے او بل اړخ ته چې کوم دے ته وائې چې زه به جيل کښې
 هم تا اچوم او زه به د جرمانه کومه هم، که چرې تا د خپل ځان حفاظت اونکړو، دا
 د افسوس خبره ده مېدم سپيکر! زما د دې فلور آف دی هاؤس، زما خيال دے دا
 ممبران صاحبان زما Colleagues به ټول زما سره په دیکښې Agree کوی چې
 زور په دې مه راوړه چې خپل شهري او خپل Citizens ته Prosecute کړه، زور په
 دې راوړه چې هغه دهشتگرد رااونيسه، هغه دهشتگردی ختمه کړه، په دې
 باندې زور نه دے پکار چې خپل شهري ته Prosecute کړه۔ (تالیاں) مېدم
 سپيکر! مونږ له داسې طريقه کار پکار دے چې تش په ديوالونو او چټولو باندې
 او کانتیا تار لگولو باندې او د چريز ټوپک په ځائې کلاشنکوف چې د هغې هغه
 طريقه هم هغه څوکيدار له بيا نه ورځی، په دغې مونږ خپل د تعليمی ادارو
 حفاظت نشو کولے، دا ټول د انتیلی جنس او د Pre-emptive چې کوم تدابير
 دی، په هغې به مونږ دا قسمه واقعات اودروؤ، زما آن دی فلور آف دی هاؤس
 دا یوريکويسټ دے چې د پوليس چې څه ضرورتونه دی، مونږه خود پوليس نه
 ډير څه غواړو، پوليس له مونږ څه ورکړی دی؟ تهپیک شوه چې مونږ مين پاور
 زیات کړے دے، په 2008 ء کښې مونږ سره تقريباً چالیس هزار مين پاور وود
 پوليس، په دې وخت کښې تقريباً نوے هزار ته ورنزدے شوے دے، په 2008
 کښې زمونږ 657 بلين بڼت وود پوليس، نن چې کوم دے نو هغه 28.53 بلين،
 6.57 بلين، اوس 28.53 بلين دے، اربه روپۍ دی خود دې بڼت مونږ په فلور آف
 دی هاؤس دا هم دريافت کول غواړو چې د دې بڼت چې دا دومره زیات شو،
 پوليس ستیشن باندې یا په پوليس ستیشن چې کوم سهولتونه دی، زه خو وایم
 مېدم سپيکر! چې کوم د پيټرولو هغه خرچه ده په دې موبائل، د پوليس د موبائل،
 په دغې کارونو باندې د دې بڼت څومره حصه اولگیده؟ مونږه له د دا جواب په
 دے هاؤس کښې راکړے شی۔ چې کوم Anti terrorism Act د 1997 ء شيدول
 فور دے مېدم سپيکر! هغه تاسو په پوليس باندې دا قدغن لگوي چې د کومې
 علاقې ایس ایچ او دے نو هغه به یو سرټيفيکيت پيش کوی چې په دې علاقې
 کښې د Prescribed، پابندی چې کومو ادارو باندې، په کوم آرگنائيزیشنز
 باندې لگيدلې ده، د هغوی یولسټ به هغوی ورکوی، په هغې باندې څومره عمل

درآمد کیری لگیا دے، هغه خو ځله هغه Revise شوه دے، په هغې کښې خومره Revision شوه دے؟ ميډم سپيکر! مونږ له به چې دلته کوم زمونږ دغه دهشت گردی چې کیری او Local facilitators and arbiters دی چې لوکل سطح باندې امداد کوی، ورله ځانې ورکوی، ورله ترانسپورټ ورکوی، ورله نور سهولتونه ورکوی، د هغوی د نیولو د پاره مونږ خومره اقدامات کوؤ لگیا یو، آیا دغه به صحیح طریقه وی د دې دهشت گردی د اودرولو او که نه د استازانو د ایف آئی آر په هغوی باندې کولو به صحیح طریقه وی؟ ميډم سپيکر! د باچا خان یونیورسټی واقعہ اوشوه، یو درې رکنی یوه کمیټی جوړه شوه چې دا به د دې واقعي انکوائری کوی، ميډم سپيکر! د دې واقعي د ټولو نه غټه ذمه واری آیا په پولیس باندې نه وه؟ نو د هغې د کمیټی ممبر زمونږ د مردان رینج چې چارنده ضلع په مردان رینج کښې راځی، د مردان رینج دی آئی جی صاحب چې کوم دے هغه دے، مونږ په دغې انکوائری کمیټی کښې واچولو نو هغه به څه فیصله ورکوی کوم چې دا کار اوشو؟ د پولیس پکښې هم څه نه څه غفلت شامل وو، ټول غفلت به نه وو، څه پوره حصه به پکښې نه وه خو څه حصه د پولیس هم وه، چې به د خپل فورس خلاف هغه خپل دا انکوائری کمیټی کښې Comments ورکړے شی یا به هغه اومنی؟ ميډم سپيکر! دا خو یو اړخ ته زیاتے دے چې یو اړخ ته یو تعلیمی اداره ده، په هغې باندې حمله کیری او په هغې چې کوم دے نو کوم استاذان یا وائس چانسلر چې دے هغه د دې د پاره، هغه څه د پولیس تریننگ نه دے حاصل کړے، هغه څه د سیکورټی ایکسپرت نه دے، ته ټوله ذمه واری راوړے او په هغوی باندې ايردې-ميډم سپيکر! مونږ خپل تعلیم خرابوؤ لگیا یو په دې باندې، دا د وائس چانسلرانو کار نه دے، دا د استازانو کار نه دے، دا د تعلیمی ادارو د ایډمنسټریشن کار نه دے، هغوی خو به څه خپل لږ ډیر اقدامات واخلي، دا چې نور خومره کار دے، دا د حکومت کار دے۔ ميډم سپيکر! په 9 فروری 2016 باندې حاجی حلیم جان چې یو تاجر لیډر وو د دې پېښور، هغه شهید کړے شو، د هغه ځامن نن هم دا وائی چې دا د خومره مودې مونږه ته ټیلی فون کالونه راروان وو، دا د هغه ځامن دا دعویٰ کوی لگیا دی چې مونږ دا د پولیس نالج کښې دا خبره راوستې وه۔ ميډم سپيکر! چې ټیلی

فون سرعام کیری او زما په خیال چې هر چا ته کیری لگیا دے ، هر یو طبقې ته تیلی فون کیری چې لگې ډیرې، دوه څلور روپۍ چاته پته اولگی چې ورسره زیاتی راغلی دی، ما بنام ورپسې تیلی فون راغله وی چې دومره دومره کروړه ته راوړه۔ نو میدم سپیکر! بیا د پولیس په نالج کبني دا خبره را هم شی، دهغې نه پس هم څه اقدامات اونشی او حلیم جان خود تاجرانو مشروو، دهغه خو ځکه په میدیا باندې هر څه راغلل۔ دا څومره Target killings او شو، داسې څومره چې کوم دے Extortions او بهته خوری چې کومه روانه ده، دا څومره عجیبه صورتحال دے میدم سپیکر۔ میدم سپیکر! زه خپل څه تجاویز ورکول غواړم چې داسې واقعات اودریری، تش په تقریرونو باندې او پوانت سکورنگ باندې، څه ایشوز میدم سپیکر! داسې وی چې هغه د سیاست نه بالاتر وی، هغې کبني مونږ له سیاست نه دی کول پکار او نیشنل سیکورتي یا لاء اینډ آرډر چې کوم دے، هغه یو داسې ایشو ده چې د ټولو نه زیاته، په دې چرې هم سیاست نه دے پکار، نوزه خپل یو څو تجاویز ورکوم میدم سپیکر! یو خود په دې باندې کوشش اوکړه شی، د دې هاؤس نه یو میسج صوبائی حکومت او بیا د صوبائی حکومت چې پولیس یو ډیپارټمنټ دے او چې کوم لاء انفورسمنټ ایجنسیانې دی، هغوی ته دا یو میسج لار شی چې تاسو زیاته توجه په Prevention باندې راوړئ چې داسې واقعات اودریری۔ Intelligence، داسې خبرونه هم راغلی دی، Written intelligence letters راغلی دی چې داسې واقعه کیدو والا ده، بیا هم هغه واقعه اوشی، پکار دا ده چې دا Intelligence sharing صحیح طریقې سره کیری او دهغې په نتیجه کبني بیا داسې اقدامات واخستې شی چې دا واقعات بیا نه کیری۔ دویم میدم سپیکر! بدقسمتی نه چې کله داسې یو واقعه او هم شی نو رومی Step چې کوم دے نو هغه Investigation راځی، میدم سپیکر! زه تاسو له یو فکر درکوم، ما سره تازه فکر نشته خوزه درله د 2012ء یو فکر میدم سپیکر! درکوم، که اوس دا بڼه شوی وی نومونږ ته دا اووئیلی شی۔ په 2012ء کبني تقریباً یک سو پچاس هزار، One hundred and fifty thousand FIRs چې دی، دا زمونږ په دې صوبه کبني رجسټر شوی وو او په 2012ء کبني زمونږ چې کوم د Investigation د پاره بخت وو میدم سپیکر! هغه وو

41.896 ملین، اوس میڈم سپیکر! چي دا FIR، دا کیسونه او دا کوم بجت چي د Investigation د پاره دے، دا تاسو تقسیم کری نو یو کیس د پاره مونر سره 283 روپی جوړیږی۔ اوس چي په یو کیس د پاره مونر سره د دریو سوؤ نه هم کمي روپی وی چي په هغې دا Investigation مونر کوؤ، میڈم سپیکر! زما په خیال چي هغه پولیس والا چي د خپلې تھانرې نه راوخی او بهر پرې ځان له لگې چنرې واخلي چي هله هغه ځانې پورې رسو چي لږ خو هم دا مازغه کار کوی نو هغه چنرې به هم په دغه درې سوه روپی باندي اونشی۔ مونر بیا دا وایو چي Forensics کوم دی، میڈم سپیکر! په یو Forensics Test باندي زما چي څومره علم دے، پینځه زره روپی پرې لگی نو په درې سوه روپی کبني به ته Forensic Test کوي او که نه ځان به په موبائل کبني هغې Spot پورې رسوي او که نه Investigation به کوي؟ میڈم سپیکر! د دي د پاره د اقدامات اوشی، که شوې وی نو بنه خبره به وی، نور د هم دا Improve شی، بلکه بجت راروان دے، اے دی پی خو زمونږ د ټولو شوق وی چي اے دی پی کبني د زمونږ سکیمونه راشی خو پکار دا ده چي کوم دا بجت راروان دے چي د دي خبرو د پاره پکبني هم پیسې کبنيو دي شی هله به داسې واقعات اودریږی۔ میڈم سپیکر! د هغې نه پس د پراسیکیوشن مرحله راخی، چي Investigation complete شو اوس به پراسیکیوشن کوؤ چي دا ملزم چي دے، دا عدالت ورته مجرم وائی، مونر د عدالتونو نه د همیشه د پاره دا یو کیله کوؤ چي عدالتونو ته ملزم اورسی نو هغلته کبني هغوی بیا راخلاص شی خو میڈم سپیکر! چي Investigation صحیح نه دے شوی، تا خپل تفتیش صحیح نه دے کرے تا خپل کیس ټهیک نه دے جوړ کرے نو بیا مونر ولي د عدالت نه دا طمع ساتو چي هغوی به هغه Convict کری۔ میڈم سپیکر! دا راروان بجت کبني د دي څیزونو د پاره خاطر خواه څه Improvements راغلی هم دی، مونر په میډیا کبني گورو چي ټریننگز شول، جوړ شو، Forensics کبني څه شوی دے، څه څیزونه داسې شوی هم دی خو میڈم سپیکر! دیکبني نور د بهتری گنجائش ډیر زیات دے، زه خپلې خبرې میڈم سپیکر! راغونډوم خوزه دا وئیل غواړم چي دلته دا خبره کیږی چي Political will نشته دے خوزه وایم چي که پولیتیکل لیډر شپ دے، که هغه پولیتیکل ورکر

دے، د ټولو نه زياته قرباني خودغې کلاس ورکړه، ولې زمونږ د پارټي دا مشر، آفتاب خان شيرپاؤ، په دوي باندې دهماکې اونشوې؟ ولې دا مولانا صاحب، زمونږ مشر دے، مولانا فضل الرحمان صاحب، په هغوي باندې ولې دهماکې اونشوې؟ ولې د اے اين پي په ليډرشپ باندې، د بلور صاحب خبره بابک صاحب او کړه او په ورکرانو باندې دهماکې اونشوې؟ دغه شان هره پارټي، هره پارټي چې ده نو دا د هغې نه متاثره شوې ده۔ زما په خيال دا نه چې صرف زمونږ پوليتيکل ليډر شپ، تشې د مايوسئ خبرې هم نه دي پکار، زه وایم چې نن هم په مونږ باندې حملې هم کيږي لگيا دي، زمونږ ملگري هم شهيدان کيږي لگيا دي، د دې اسمبلئ ممبرانو باندې ولې حملې اونشوې، شهيدان نه شو؟ دا بخت بيدار خان ناست دے، د ده په کور باندې ولې حمله اونشوه، د ده ورونږه پکښې شهيدان نه شو؟ خون هم بخت بيدار خان دغه دے اسمبلئ ته هم راروان دے، خپل کارونه هم کوي، د خپلو خلقو خدمت هم کوي، نو تش د مايوسئ خبرې نه دي پکار، ولې زمونږ د پوليس افسران چې کوم دے نو دا شهيدان نه شو، ملک سعد شهيد نه شو؟ صفوت غيور شهيد نه شو، عابد علي شهيد نه شو؟ او څومره ځوانان چې کوم دي د پوليس، هغوي شهيدان نه شو؟ ولې د فوج د جرنيل د ليول نه راواخله تر د سپاهيانو د ليول پورې، دا شهيدان نه شو؟ دا عام خلق چې کوم دي، دا عام د پاکستان په بازارونو کښې، په جماعت کښې، په حجره کښې، په خپل کاروبارونو کښې کوم ناست دي، ولې دا شهيدان نه شو؟ دا ميندې خوئيندې پکښې شهيدانې نه شوې؟ نو ميډم سپيکر! دې نه دا پته لگي چې زمونږ دې قوم کښې جذبه شته، زمونږ دې قوم کښې يو بهادري شته، زمونږ په دې قوم کښې دا يو همت شته دے چې په سختو حالاتو کښې هم دوي خپل، پوليس خپلې څوکي نه دي پريښودې، په بل ملک دا شوي وے کيدې شي پوليس خپلې څوکي پريښودې وې، فوج خپلې څوکي نه دي پريښودې، يو سپاهي او يو افسر د خپلې څوکي نه تبنتيدلے نه دے۔ زه سلام پيش کوم داسې پوليس فورس ته او داسې لاء انفورسمنټ ايجنسيانو ته او داسې د پاکستان چې کوم فوج دے، هغوي ته چې په دې سختو حالاتو کښې هغوي خپلې څوکي نه دي پريښودې خواوس مونږ ټولو له دا پکار دي چې، ښه دا کوم پريکتيکل اقدامات

دی، فایا د ہم Main stream ته راشی، مونبر دا مطالبہ ہم کوؤ د فیڈرل گورنمنٹ نہ، کمیٹیانی ئے ورته جوڑی کړې دی، په هغې کار او کړی او فایا Main stream ته راولی، Curriculum هم تھیک کړی، نور هم اقدامات او کړی خو زما دا یو ریکویسٹ دے چې زمونبر دا صوبې کبني مونبر کوم اقدامات کولې شو، په هغې کبني د نور لم لیت اونکرے شی او دا اقدامات د او کړې شی۔ ان شاء الله دا ټول ممبران به دې حکومت سره ولاړ وی ځکه چې زمونبر د ټولو قومی فریضه ده۔ ستاسو ډیره مهربانی جی۔

(تالیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، بیر سٹر سلطان۔ نیکسٹ خو مفتی فضل غفور صاحب دے، I think he is not here، نو هغې نه پس دے مولانا عصمت اللہ صاحب، کوشش به او کړی چې لږ Time constraint دے مونبر سره نو کوشش به او کړی چې لږ تائم کبني۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: شکریه، جناب سپیکر صاحبہ۔ ایک انتہائی اہم مسئلے پر بحث میں آپ نے مجھے حصہ ڈالنے کی عنایت فرمائی، اجازت عنایت فرمائی۔ جناب سپیکر صاحبہ! امام احمد بن حنبلؒ چار مسالک میں سے ایک مسلک کے امام ہیں، وہ فرماتے ہیں لو کانت لی دعاة مستحابة لجعلتها للامام لان فی اصلاحه اصلاح الرعية و فی فسادہ فساد ہما اگر پوری زندگی میں میرے حصے میں ایک مقبول دعا ہو جاتی تو میں وہ امام کیلئے مختص کر دیتا، حکمران وقت کیلئے میں اس دعا کو مختص کر دیتا، اس کے حق میں وہ دعائیہ کلمات میں ادا کرتا، کیوں؟ وہ فرماتے ہیں لان فی اصلاحه اصلاح الرعية امام اور حکمران وقت کی اصلاح میں پوری رعیت کی اصلاح ہے، پوری رعیت کا امن و امان ہے و فی فسادہ فساد ہما، جب اس میں کوئی گڑبڑ آجائے، اس کی نیت میں کوئی فرق آجائے تو پھر پوری رعیت میں، پوری قوم میں فساد پھیل جاتا ہے، تو اس لئے میں امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید کرتے ہوئے حکمرانان وقت کیلئے یہی دعائیہ کلمات ادا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے کیونکہ اس میں پھر پوری رعیت کی اصلاح ہے۔ یہاں چند ایک باتیں، میں بین الاقوامی اس پر نہیں جاؤں گا، امن و امان اور ان چیزوں پر میں اس لئے نہیں جاؤں گا کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات، یہ مناسب نہیں ہے، میں کوشش کروں گا کہ میں اپنے صوبے کی حد تک محدود رہوں۔ یہاں یہ بات متفقاً علیہ ہے کہ امن و امان قائم کرنا حکومت کا فریضہ ہے اور یہ بات بھی متفقاً علیہ ہے،

سب مانتے ہیں کہ اس وقت اس صوبے کا امن وامان کا مسئلہ انتہائی مخدوش ہے، اب اس کا حل کیا ہے، اس کا حل کیا ہے؟ ہم تو بیماریاں گنتے جاتے ہیں کہ اس کو زکام بھی لگا ہوا ہے، اس کو کینسر بھی لگا ہوا ہے، اس کو معدے کی بھی شکایت ہے، فلاں ہے، فلاں ہے لیکن ہم دو تجویز نہیں کرتے ہیں کہ اس کیلئے دو کیا ہے؟ تو سب سے پہلے ہماری کمزوری جو ہے، وہ ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی، ہم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بن کر اللہ کے بندوں پر حکمرانی کا نہیں سوچ رہے ہیں، ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندوں پر خود حکمران بن جائیں، یہی سب سے بنیادی خرابی ہے حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے اللّٰذِينَ اِنْ مَكَتْنَاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، جن لوگوں کو میں زمین پر تمکن دے دوں، قدرت دے دوں، حکومت دے دوں تو ان کے فرائض منصبی کیا ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نظام الصلوة کو قائم کریں گے، نظام زکوٰۃ کو قائم کریں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ ہم نے اس کو چھوڑا ہے، دنیا کی مشینری کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اگر ہم اس مشینری کو چلانا، پرزہ جات سے وہ جو فائدہ، استفادہ ہے، اس کو ہم نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ ایک گائیڈ بک، ایک کتاب کو بھیجا ہے اور پھر اگر کوئی مشکل مشینری ہمارے اس ملک میں شفٹ ہو جائے تو ساتھ ہی اگر گائیڈ بک پر ہمارے انجنیئر نہ سمجھیں تو ساتھ ہی اس ملک کے انجنیئر بھی آتے ہیں تاکہ وہ ہمارے انجنیئروں کو یہاں سمجھائیں، تو اس گائیڈ بک کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو بھیجا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی چھوڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی گائیڈ بک کو بھی چھوڑا ہے اور جو گائیڈ بک کو سمجھانے والے انبیائے کرام ہیں، ان کے نقش قدم پر بھی ہم نہیں چل رہے ہیں، تو اب یہ ظاہری بات ہے، ایک گاڑی، ایک مشینری ہے، اس کے بریک کا ایک کام ہے، ایک سیلیٹر کا دوسرا کام ہے، تو اگر ہم بریک کے بجائے ایک سیلیٹر کو دبا لیں اور ایک سیلیٹر کے بجائے بریک کو دبا لیں تو خواہ مخواہ ایکسیڈنٹ ہو گا، تو اس لئے سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ ہم اللہ کی مخلوق ہیں اور ہمارا آئین بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے، اللہ تعالیٰ ہی حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار اور اقتدار ملا ہے، وہ اس کو یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔ ہم نے اس سوچ کو پس پشت ڈالا ہے تو اس لئے ایکسیڈنٹ تو ہونا ہے، امن وامان تو خراب ہونا ہے۔ ایک بات، دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: I think کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ٹریڈری بنچرز سے کوئی بھی نہیں بولا تو آپ پلیز

Conclude کر دیں، I will give you two minutes, two minutes, let`s give him two minutes more.

جناب محمد عصمت اللہ: میں تو ختم کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عدل و انصاف کا فقدان ہے، عدل و انصاف کا فقدان ہے، یہ بھی امن و امان خراب ہونے کا بہت بڑا عنصر ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ کفر کی حکومت تو چل سکتی ہے جس میں عدل و انصاف ہو مگر ظلم کی حکومت دیر پا نہیں ہو سکتی ہے اور تیسری بات، اسی کی روشنی میں ہمارے جو وزراء ہیں، ان کے حلف نامے میں ایک بات ہے، وہ بات یہ ہے کہ اس صوبے میں رہنے والوں میں بلا رغبت و عناد ایک لفظ ہے کہ اس کے باسیوں میں کسی کے ساتھ نہ میں زیادہ رغبت رکھوں گا اور نہ کسی کے ساتھ عناد رکھوں گا، اور اس کی بھی مسلسل خلاف ورزی ہو رہی ہے، تو میں کہتا ہوں کہ اگر ہماری جو کابینہ ہے، وزراء ہیں، حکومتی اراکین ہیں، وہ اگر اس حلف نامے کو سامنے رکھیں، دفتر میں بیٹھتے ہوئے کہ میں نے وہاں حلف اٹھایا ہے کہ بلا رغبت و عناد نہ کسی خطے کے ساتھ میری زیادہ رغبت ہوگی، نہ عناد ہوگا، نہ کسی شہری کے ساتھ، شخص کے ساتھ میری رغبت ہوگی، نہ عناد ہوگا، لہذا امن و امان بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گا اور تیسری بات یہ ہے کہ قول و فعل میں تضاد کو ہم چھوڑیں، یہاں میں بات یہ کرتا ہوں ورنہ میں اس وقت آپ یقین کریں میں صرف اتنا کہوں گا کہ امن و امان کا مسئلہ ایسا ہے کہ میں خود ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر ہوتے ہوئے میں اپنے حلقے میں اٹھارہ دن محصور رہا ہوں اور پھر میں وہاں سے نکلا ہوں تو جو سرکاری روڈ تھا، اس پر میں نہیں نکل سکا ہوں، میں دوسرے پہاڑی راستے سے چھپ کر وہاں سے نکلا ہوں، اس کو ہم امن و امان، ایک صوبائی ممبر اپنے حلقے سے نہ نکل سکے اور وہ کس پر، میں سرکاری روڈ پر نہیں جاسکتا ہوں، اس قسم کے حالات ہیں اور وہاں ہمارے جو سرکاری آفیسرز ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم نے پولیس کو سیاسی مداخلت سے آزاد کیا ہے، وہ 'اوکے' کی رپورٹ دے رہے ہیں اور اس وقت بھی میرے حلقے کے لوگ سرکاری روڈ پر کانوائے میں جا رہے ہیں، آگے پولیس کی گاڑی، پیچھے پولیس کی گاڑی، یہاں تو آپ لوگ، یہ جو کانوائے بنا رہے ہیں، یہ تو دہشت گردوں سے بچنے کیلئے بنا رہے ہیں اور وہ دہشت گرد تو گناہم ہیں، پتہ بھی نہیں چلتا ہے۔ تو اس لئے میری درخواست ہوگی، حکمرانان وقت سے جن کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے زمام اقتدار دیا ہے، یہ اقتدار بھی آنی جانی چیز ہے کہ آپ نے اس کو مثالی

بنانے کیلئے اپنے اس حلف کو یاد رکھیں۔ بلا رغبت و عناد، بلا رغبت و عناد۔ وَاٰخِرُ الدَّعْوَانَا اَنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Maullana Sahib. From the treasury benches, Muzaffar Said Sahib, please conclude.

جناب مظفر سید (وزیر خزانہ): اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
 میڈم سپیکر صاحبہ، قابل احترام اراکین پارلیمنٹ! یہ دہی موقع باندھی زمونر د اپوزیشن لیڈر حضرت مولانا لطف الرحمان صاحب او د هغی نه وروستو د اے این پی زمونر پارلیمانی لیڈر سردار بابک صاحب، د هغی نه وروستو نلو تہا صاحب او بیا زمونر سلطان صاحب، د چترال سردار صاحب، بیرسٹر سلطان صاحب او د هغی نه وروستو زمونر مولانا عصمت اللہ صاحب خبری او کړی او د ټولو خبرو لب لباب په صوبه د موجوده امن و امان په حواله باندی خپل ویوز، او خپلی خبری ډیری په تفصیل سره او کړی او بیا په دې ټولو خبرو کښی هغوی گیله هم او کړه، خبری ئے هم او کړی او بین السطور ئے تجاویز هم ور کړل او کوم چې د صوبائی حکومت په پارت کومی خبری وی، هغه هم هغوی پخپله باندی پوانتہ آؤت کړی او کومی چې توجه طلب خبری وی، هغی طرف ته هم توجه ور کړے شوه، په دې باندی مونر د دوی مشکور یو۔ په دې موقع باندی چې دا د بحث یو سلسله وه او تاسو پروں هم په دې باندی چیئر مهربانی کړی وه چې مونر به د امن و امان په مسئلہ باندی ډیٹیل بحث کوؤ، یقیناً د صوبائی حکومت Limitations، وسائل زمونر او ستاسو د وړاندی دی، بیا بین الاقوامی حالات، فاکتا، ستره سو کلو میٹر زمونر ډیورنڈ لائن، بیا د هغی هغه حالات هم ستاسو د وړاندی دی، مونر دا نه وایو چې گنی هغه مونر ته په وړاندی نه دی، دې وجی نه مولانا صاحب چې کومه خبره او بیا په تسلسل سره د واقعاتو، زه به دا اووایم چې یرہ د نیشنل ایکشن پلان په نتیجہ کښی، د ضرب عضب په نتیجہ کښی، زمونر د پولیس د سیکیورٹی او د نورو ادارو د الرٹ کیدو په نتیجہ کښی چې کومه Ratio راکمه شوې ده، آئے دن چې به کومی دهما کی کیدلی، هرہ ورخ د جمعې په ورخ باندی به چې کوم لاشونہ او چتیدل، په دې زه د اللہ شکر ادا کوم او مونر ټول بحیثیت مجموعی چې یرہ د هغی په نتیجہ کښی یو ډیر بہتر صورتحال هغی

طرف ته روان دے او دا واقعات چې پکښې اوشی نو لږ ډیر هغه حالات واقعی چې یو مشکل راپیدا کړی او د هغه مشکل حالاتو په وجه باندې یو پوزیشن لږ دغه طرف ته لار شى خو بیا هم په دیکښې یو خبره ضرور شته چې هغه که زما د میدیا ورونه دی، که زما وکلاء برادری ده، که زما Even که د اپوزیشن د هرې پارټی د لیډرشپ او د هغې او یا سویلین یا زموږه څومره ایجنسیز چې دی، زه د هغوی مورال ته سلام پیش کوم، چرته هم په دې صوبه کښې څوک هغه مایوسه شوی نه دے او هغه چرته هم هتھیار نه دی غورزولی او زه په دې حواله باندې جواب در جواب څه خبره هم نشته او بابک صاحب د اے این پی د پالیسی خبره او کړه، یا داسې نورې خبرې، په دې وخت کښې زموږ موجوده مسئله هغه د یو بل سره د ډیبیت نه ده، ستا خبره او زما خبره بحیثیت مجموعی د دې صوبې خبره ده، د دې صوبې د عوامو خبره ده، د دې صوبې د مستقبل خبره ده، د دې صوبې د کاروبار خبره ده، د دې صوبې د آئنده نسلونو خبره ده، د دې د هر بچی خبره ده، د هرې خور او د هرې مور خبره ده او موږ ته پکار دا دی چې دا موږ په خپل ځانې باندې توجه ورکړو او کله کله پولیټیکل بیانات راشی یا اخبارات، ډپټی سپیکر صاحب، کله کله داسې جذبات وی د یو طرف نه، دا هم د هغوی د سنجیده مشرانو یا د پولیټیکل لیډرشپ یا د قیادت خبره نه وی بلکه دا چرته یو دغه راشی د دې خبرې، غرض مې دا دے چې دا مسئله یواځې د یو فرد نه ده، دا د یو پارټی نه ده، دا د یو قوم نه ده، دا د یوې علاقې نه ده، دا د یو نسل نه ده، بلکه دا خبره زموږ بحیثیت مجموعی او د دې صوبې د عوامو ده او یواځې د پښتون قوم هم نه ده، که موږ دا اووایو که دیکښې زموږ سره هزارې وال دی، او که سرائیکی دی او که څومره ملگری دی، یعنی هغه هم په دیکښې Affect کیږی۔ موږ دا هم نه وایو چې هغه زموږ نه بهر دی، دې وجه نه موږ دا مسئله خپله مسئله گنړو او که زه تاسو ته هغه فگرز ډیر په ډیټیل ته لار هم نشم خو دومره به ضرور اووایم چې یره په هغې کښې څومره کمے راغله دے یا څومره پکښې Decline راغله دے او دا چې یره موږ په دې وخت کښې چې کوم د ټول سیکيورټی ایجنسیز، د هغې موږ یو ډیر مضبوط نیټ ورک جوړ کړے دے او هغې د پاره مو کمیتیاڼې جوړې کړې دی او هغه کمیتی د ډویژنل سطح باندې په

ضلعی سطح باندې او هغوی هره ورځ Update یو بل خبروی چې یره په کوم ځای کېښې څه حالات دی؟ نو دې وجه نه یعنی زه که هغه زمونږ د سی تی ډی، یا د پولیس یا د ملیشا یا د فوج، یا د هغوی چې کومې ایجنسۍ په خپل خپل ځای باندې کار کوی، یعنی هغوی د دې نه خپله توجه نه ده هتیا و کړې، زه دوی د پاره دا خبره د دې کومه چې زه دوی ته اطمینان ورکومه چې په دې حالاتو کېښې چرته هم حکومت دا خپله مسئله ګرځولې ده، دا ئه خپله مسئله Own کړې ده او د دې د پاره Day and night هغوی لګیا دی او هغه خپل کوشش کوی۔ دوی د حاجی حلیم خان صاحب خبره او کړه، مونږ ټول د هغه په غم کېښې هم شریک یو خو د هغې نه فوراً پس زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب او د افغان سفیر هغه ئه راغوبنتلې دے او هغوی سره ئه د انجمن تاجران او یو ډیر لوڼې ډیټیل ډسکشن سره، د حلیم صاحب بچی هم دې میتنگ کېښې راغوبنتلی وو او بیا د حاجی حلیم بچی هغوی اسلام آباد ته هم، یعنی په دیکېښې چې دا حکومت د هغوی د دې غم نه بهر نه دے، د دوی په دې غم کېښې د زړه د اخلاصه شریک هم دی او دا خبره خو تهپیک هم ده که دلته بزنس خرابېږی، که دلته زما انوسټرز د دې ځای نه ځی یا زما هغه خلق چې هغه دلته Discourage کېږی نو ظاهره خبره ده چې د دې صوبې په معیشت باندې به څومره خراب اثر غورځیږی؟ دې وجې نه مونږ هغوی ته د سیکيورټی، د تعلیمی ادارو خبره ئه او کړه او دا تهپیک خبره ده یعنی څه خو به مونږ Ground reality ته هم راځو چې زما د تعلیمی ادارو د سکولونو د کالجونو او د تعلیمی انسټیټیوشنز د هغې څومره تعداد دے، بل طرف ته زما د صوبې څه پوزیشن دے، نو هغه چې مونږ په هغې خبره کوؤ چې یو یو سپاهی هم رسی، دی وجې نه دا د یو Awareness په بنیاد د سلطان محمد صاحب توجه مې دې طرف ته راګرځوله چې دا خبره نه ده، دا صرف د Awareness د پاره چې تعلیمی ادارو کېښې د هغې پرنسپل، د هغې پروفیسرز چې هغه الرټ وی او د خپل سیکيورټی ګارډز او د هغې پراپر ټریننگ او د هغې پراپر تربیت یو Awareness په بنیاد Otherwise دا خبره د دوی تهپیک ده چرته هم Negligence is some thing else چې هغه Negligence چرته اوشی یا څه خبره اوشی خو د هغې ایف آئی آر یا د هغوی خلاف داسې قطعاً دا خبره نشته او

که دا په غلط فهمی موجود وی نو داسې څه خبره باندې د حکومت پالیسی دا نه ده چې یو ځایي کښې داسې Incident کیږي، هس د هغې ما خو تاسو ته او وئیل چې د Negligence د هغه نه پوچھ کچھ کیدے شی یا د هغه توجه راگرځولې کیدې شی خو داسې خبره به نه وی ځکه خو مونږ په War on Terror کښې د ون پرسنت چې مونږ ته مرکزی حکومت را کوی، مونږ د هغې مطالبه د درې فیصد کړې ده، درې فیصد د اضافې هم کړېده او دا په این ایف سی کښې هم کړې ده او دا د ECNEC په میتنگ کښې او مسلسل مونږ وایو په سی سی آئی کښې هم او زمونږ هم دغه یوه خبره ده چې کوم ځایي کښې مونږ ته موقع ملاوېږي چې د مرکزی حکومت توجه مونږ دې ته رااوگرځوؤ چې دا صوبه خیبر پختونخوا چې ده، مونږ په فرنټ لائن باندې موجود یو، یعنی د تیررازم شکار کیږي زما بچی، د تیررازم شکار کیږي زما جماعت، زما مدرسه، زما اسمبلی، زما ممبر، زما وکیل، د دې وچې نه مونږ توجه د هغوی غواړو، زه د اپوزیشن مشکور یمه چې په هر وخت او په هر ټائم کښې دوی سپورت هم کړے دے او دوی دا خبره په خپل ځایي باندې کړې هم ده، یعنی مرکز ته د صوبې په آواز باندې، زه د دوی د دې خبرې سره اتفاق ساتم او د دې د پاره زه خپله باندې دوی ته دا یقین دهانی ورکوم چې دا څومره پارلیماني لیډرز دی، زه سی ایم صاحب ته به او حکومت ته به، دا به بالکل زمونږه Decision وی ان شاء الله چې مونږ به د بخت نه مخکښې د دوی سره په دې نزدې وخت کښې، د بخت خبره خو لا لرې ده، بخت ته به ستاسو تجاویز راشی خو مونږ به دیکښې یو پارلیماني جرگه به د دوی راغواړو، کښینو او دوی به خپله، دوی د پولیس خبره او کړه او دوی ته چا ملگرو گیله او کړه او چا ورته سلام پیش کړو خو زه دا وایم چې هغه بالکل په مورچه کښې دی، یعنی هغه بالکل په دې وخت کښې هغوی Day night, round the clock هغوی لگیا دی او زمونږ په دې غم کښې هغه شریک دی، پخپله شهیدان کیږي، چې کومه سیکیورټی، داسې مسئله جوړه شوې ده نو چې په گیت ستا کوم سپاهی ولاړ دے، هغه ورله اول غیږه ورکړې ده، هیڅوک نه دے تښتیدلے، دې وچې نه مونږ هغوی Demoralize کوؤ هم نه، هغوی Discourage

کوؤ هم نه، هغوی مونږه Appreciate کوؤ هم او هغوی ته سلام هم پیش کوؤ او
دا موخیال دے چې نور هم د دا خپل کار تیز کړی، هغه د حمزه بابا خبره:

زړه ته جنازه د یاد د مه راوړه ارمانه

خلق ادیرې د کوره لرې جوړوی

څه غمونه چې دا څه او شو، هغه خو او شو خو Next د پاره چې مونږ ملاتړ
یو، زموږ خبره یوه وی، مونږ په یو Page یو، مونږ Update یو، حکومت او دوی،
نن ته هلته ناست ئې، زه دلته ناست یم، سبا به ته دلته ناست ئې او زما ملگرې به
هلته ناست وی، دا هیڅ خبره نه ده، په دې وجه دا زموږ د هاؤس خبره، د دې
هاؤس نه مونږ دا پیغام لیږل غواړو چې د صوبه خیبر پختونخوا دې هاؤس ته چې
دا 124 ممبران دلته راغلی دی او څه لږ کم اضافی، تین چار به غیر حاضر وی او
نور خو په لسټ باندې موجود دی، څوک وفات شو، اکبر حیات خان شهید شو،
دغه شان نور وفات شورا نه خو چې دا کوم دی، زموږ یوه خبره ده، زموږ یو غم
دے، زموږ یو پیغام دے، زموږ یوه خبره ده او هیڅ د دوی دا خبره زموږ د پاره
د تنقید خبره نه ده، زموږ دا جواب هیڅ د دوی د پاره څه جواب در جواب نه دے
خو دوی ته دا یو خبره ضرور کوؤ چې یره حکومت د صوبې هغه خپلې ذمه داری
باندې، پخپله باندې د ادا کولو او په هغې کبني ستاسو نه د Input د اخستو، د
هغې بهرپور مشکور به هم وی او توجه به هم دې خبرې ته ورکوؤ او مونږ به دا
کوشش کوؤ چې چرته هم زموږ نه داسې څه دغه نه شی، څه خبرې به داسې وی
چې هغه به زموږ په دغه کبني رانشی، May be زما دا یقین دے چې کله مونږ
دغه پارلیماني پارټی، د دوی لیډرز شپ او موجوده حکومت پلس آئی جی پی
صاحب او هوم سیکرټری صاحب او Law enforcement زموږ چې څومره
ایجنسی دی، دا مونږه کبنيو شاید چې د دې بڼه بهتر حل د پاره نور هم یو قدم
به مونږ لار شو او دا زما دوی ته یقین دهانی ده چې د دې د پاره به مونږ ډیر زر
ان شاء الله او مونږ کوشش کوؤ چې یره په هر لحاظ باندې مونږ دغه باؤنډری
چې کوم ده، د هغې د Seal کولو، زه چونکه ټائم بالکل کم دے او د دې ټائم کم په
وجه باندې اگر چې دوی ډیر بڼه Input ورکړے دے، ما که د یو یو جواب دې
وخت کبني اونکړے شو نو It does not mean چې مونږ هغه Neglect کړے دے

یا مونبرہ Ignore کرے دے بلکہ ہغہ مونبرہ د زرہ پہ سر بانڈی لیکلے دے او ہغہ مونبرہ واخستو د خان سرہ او ان شاء اللہ ہغہ بہ مونبرہ بیا ہم د تاسو سرہ شیئر کوؤ، بیا بہ ئے ہم شیئر کوؤ، اللہ د مالہ او تاسو لہ د عمل توفیق را کری چہ زمونبرہ پہ موجود گئی کنبہ د صوبہ خیبر پختونخوا چہ دا د پبنتنو او د دا د مینہ او محبت یو گھوارہ وہ او گھوارہ د اللہ تعالیٰ کری او چہ آئندہ نسلونو تہ مونبرہ یو بنکلے پاکستان، یو بہترینہ صوبہ او یو بہترین لارہ ورتہ پریردو۔ شکریہ، میدم سپیکر صاحب۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، مظفر سید صاحب۔ ٹائم نماز کیلئے بہت کم ہے۔

Mushtaq Ghani Sahib, do you want to add some thing?

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): Yes, just a few minutes. Thank you

very much Madam Speaker. میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ میں توقع کر رہا تھا اپوزیشن

سے کہ وہ کچھ امریکہ کی بھی بات کریں گے، کچھ افغانستان کی بھی، کچھ ہندوستان کی بھی کیونکہ یہ دہشتگردی

جہاں سے ہو رہی ہے ہمارے صوبے کے اندر اور ہمارے لوگ وہاں پر چھپے ہوئے ہیں تو اس میں تو امریکہ

سے بھی پوچھنا چاہیے کہ وہ وہاں پر کیا قابلی پلاؤ کھانے گئے ہوئے ہیں یا دہشتگردی کی جنگ ختم کرنے کیلئے

وہاں افغانستان میں بیٹھے ہیں؟ اور پھر افغانستان کی سرحد ہمارے خلاف استعمال ہو رہی ہے تو افغانستان کی

بھی ذمہ داری ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے قونصلیٹ جو ہیں پاکستان کے خلاف کام کر رہے

ہیں لیکن ان کا کوئی ذکر کرنا شاید مناسب نہیں سمجھا گیا لیکن میں آپ کی وساطت سے بابت صاحب سے یہ

ضرور عرض کروں گا کہ اب وہ دور نہیں ہے، صوبے میں اس طرح کے حالات نہیں ہیں، یہ ضرب عضب

کے کچھ Impacts ضرور آرہے ہیں لیکن پچھلے ڈھائی سال آپ دیکھیں تو اللہ کے فضل سے بہت امن

سے گزرے، اکاڈا واقعات ضرور ہوتے رہے، آپ کے دور میں تو آپ کی اپنی لیڈر شپ نے یہ صوبہ چھوڑ

دیا تھا اور وہ تو چار سہہ بھی نہیں آسکتے تھے پشاور تو دور کی بات لیکن گورنمنٹ آپ کی تھی، آج ہماری

گورنمنٹ میں اللہ کا شکر ہے کہ وہ آسانی سے سارے لوگ آتے جاتے ہیں، صوبے کے اندر اور حالات وہ

نہیں ہیں جو آج سے بہت پہلے تھے اور جس پولیس کو ہم Criticize کر رہے ہیں کہ ہم نے غیر سیاسی کیا

ہے، میں آپ سے صرف دو چار فلگرز شیئر کرتا ہوں، جب سے نیشنل ایکشن پلان بنا ہے اور فوج ہمارے

ساتھ بالکل تعاون میں ہے، ہم نے ابھی تک ایک دوسرے کے ساتھ مل کر 18 ہزار 279 سرچ اینڈ

سٹرائیک آپریشنز کئے ہیں، ہم یہی کر سکتے ہیں کہ مجرموں کو تلاش کریں کہ کہاں پر وہ چھپے ہوئے ہیں تو 18 ہزار ہم نے آپریشنز کئے ہیں اس سال میں اور 62 ہزار لوگ ہم نے Detain کئے ہیں اور 18 ہزار سے زائد ہم نے گنزا اور ایمونیشن جو ہے، وہ Recover کیا اور چھ لاکھ سے زیادہ جو یہ ایمونیشن ہے، وہ ہم نے Recover کیا۔ کچھ 1183 kg ہم نے Explosives ان سے برآمد کیا، کوئی چار لاکھ سے زیادہ ہم نے ہاؤسز کو چیک کیا اور اس میں ایف آئی آر 12 ہزار 980 کے قریب ہم نے کاٹی ہیں، کوئی ایک لاکھ 89 ہزار سے زائد ہم نے ہوٹلز چیک کئے اور 2191 ایف آئی آر اس میں درج ہوئیں، تو یہ کام کیا جا رہا ہے، اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنے کیلئے پولیس اور باقی ادارے مل کر کر رہے ہیں، ہم نے Snap checking کی، Snap checking میں کوئی ایک لاکھ 25 ہزار کے قریب ہم نے Suspects detain کئے، کوئی 24 ہزار سے زائد ہم نے افغانوں کو چیک کیا جن میں سے 12 ہزار 700 کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئیں۔ اس میں کوئی 3 لاکھ سے Above سکولز چیک ہوئے، کوئی 15 ہزار 300 سے زائد سکولوں کو ایڈوائس جاری کی گئی، چھ ہزار 537 ایف آئی آر اس میں درج ہوئیں، 21 ہزار سے زائد بس اڈے چیک کئے، کوئی ایک لاکھ سے زائد Other vulnerable places ہیں چیک کی گئیں، تو یہ سارا کام وہ پولیس کر رہی ہے آپ کے صوبے کے اندر جس کے اوپر افغان مہاجرین کا بھی بوجھ ہے، وہ بھی وہی دیکھ رہی ہے، جس کے اوپر آئی ڈی بیڑ کا بھی بوجھ ہے اس کو بھی وہی دیکھ رہی ہے اور یہی پولیس آپ کے تھانہ کچھری اور War against terror بھی لڑ رہی ہے۔ میڈم سپیکر! (تالیاں)

ہمیں حقیقت کا سامنا کرنا چاہیے، یہ ہم سب کا ملک ہے، ہم ادھر بیٹھے ہوں یا ادھر بیٹھے ہوں، ہم تقریریں تو کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی کوئی تجاویز بھی تو دے دیں کہ اس عفریت سے، گورنمنٹ کی تو Determination ہے، کمنٹ ہے، جیسے ہم نے پولیس کو اپنے لئے استعمال نہیں کیا، اس قوم کیلئے استعمال کر رہے ہیں، اس کو تب ہم نے De politicize کیا ہے اور جب De politicize کیا تو پولیس کی Efficiency بڑھانے کیلئے ہم نے پولیس سکول آف انوسٹی گیشن، پولیس سکول آف ایکسپلو سیو بینڈنگ، پولیس سکول آف انٹیلیجنس، پولیس سکول آف آئی ٹی، یہ ہم نے قائم کئے تاکہ پولیس کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ٹریننگ دی جاسکے، ماضی کی وہ پولیس نہ رہے کہ جو صرف ایم پی ایز یا ایم این ایز یا منسٹروں کے آگے ہاتھ باندھ کے کھڑی رہی بلکہ اس کو ہم ایک فورس کے طور پر Develop کر رہے ہیں اور یہی فورس جو ہے آج ہماری حفاظت کیلئے اپنی جانوں کی قربانی دے رہی ہے اور آپ شہدکار

واقعہ دیکھیں، سب سے پہلے جو شہید ہو رہا ہے وہ پولیس کا سپاہی وہاں پر ہو رہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت اور اپوزیشن ہم سب کا ایک ایٹھ ہے، ہم سب کا یہ ملک ہے اور دشمن ہمارا چھپا ہوا ہے، آپ سو کیمرے لگالیں، سوراستے بند کر لیں، میں نے اس دن بھی ایک 'ٹاک شو' میں کہا کہ جب تک ہم چاروں صوبے اور مرکزی حکومت، مرکزی حکومت نے تو ہمیں بالکل سائڈ پر چھوڑا ہوا ہے، ایف سی کا ہم بار بار مطالبہ کیوں کرتے ہیں کہ وہ دے؟ تاکہ اس بارڈر کو ہم چیک کر سکیں کہ اتنا Easily accessible کسی دہشتگرد کیلئے نہ ہو۔ سی ایم صاحب نے کہا کہ اگر ایف سی نہیں دے سکتے تو پھر ہمیں ریجنل دے دیں، ریجنل ہم نے صوبے کیلئے نہیں مانگے، ہم نے فاٹا کی اس باؤنڈری لائن کیلئے مانگے ہیں تاکہ اس کو ہم دہشتگردوں کو آنے سے روک سکیں، ان کو کوئی چیک کر سکتے کیونکہ ہماری پولیس کو تو وہاں پر رسائی حاصل نہیں ہے۔ تو میڈم سپیکر! Will کی ضرورت ہے، فیڈرل گورنمنٹ کو ہمارے ساتھ بیٹھنا ہوگا، یہ ایک غریب صوبہ ہے، اس کے اتنے زیادہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم جدید ترین ٹیکنالوجی اسی بجٹ کے اندر لے آئیں، ہاں ہمارے اپنے پیسے دے دیں، ہم پھر بھی یہ کر سکتے ہیں، جو ہمارے بقایا جات ہیں، اللہ کرے ہمیں توقع ہے کہ وہ دیں گے لیکن جلدی دے دیں، ہم مزید پولیس کو جدید چیزوں سے Equipped کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سے پہلے تو پورے صوبے میں ایک دو BDSs تھے، ہم ڈسپوزل یونٹ، آج ہم نے ہر ضلع میں بیس بیس افراد پر مشتمل قائم کر دیئے ہیں، کیا یہ ہماری پرفارمنس نہیں تھی؟ آج ہمارا Explosive Handling کا جو سکول ہے، آپ جائیں اس میں وزٹ کریں، پشاور میں دیکھیں ہم نے روبوٹس منگوائے ہیں، پہلے خود ہمارے پولیس کے لوگ جا کر اس کو Defuse کرتے تھے، کسی بھی ڈیوائس کو، آج ہمارے روبوٹس جا کر اس کو Defuse کر رہے ہیں تاکہ ہمارے جوانوں کی زندگیاں بچ سکیں۔ تو حکومت، پولیس، ہم سب بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جولاہ اینڈ آرڈر ہے، اور جیسے مظفر سید صاحب نے کہا پہلے کی نسبت کراچی میں، جرائم میں، اغواء برائے تاوان میں بہت Visible کمی آئی ہے لیکن المیہ ہمارا یہ افغانستان کا بارڈر ہے۔ حلیم جان صاحب کی آپ نے مثال دی، ان کو سیکورٹی گورنمنٹ نے Provide کی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے Manage کر لیا اور جتنی بھی کالیں آتی ہیں، ساری افغانستان کی سمر سے آتی ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے افغانستان کے ایمبسڈر کے ساتھ میٹنگ کر کے اس کو کہا کہ یہ آپ خدا کیلئے اپنی سرحد کے اوپر یہ جو ٹاور ہے، اس کو بند کروادیں تاکہ آپ کے سنگلز نہ آئیں۔ ہاں پر اور کچھ اس میں کمی واقعہ ہو سکے لیکن ابھی تک اس پر بھی کوئی کام نہیں ہوا، لیکن کام تب ہوگا میڈم سپیکر! جب وفاقی

حکومت اس میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرے گی اور ہم سب کو ساتھ لے کے چلے گی اور ہم اپوزیشن سے بھی یہ درخواست کریں گے کہ آپ ٹائم مقرر کریں، ہم مقرر کرتے ہیں، ہم بیٹھ جاتے ہیں، بیٹھ کے ہم ایک دوسرے سے Views exchange کرتے ہیں کہ ہم کس طریقے سے اس دہشتگردی کا مل کر مقابلہ کر سکتے ہیں؟ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے اور یہ جو لاشیں ہم اٹھاتے ہیں، آپ ہی نہیں، ہم سارے روز اٹھا رہے ہیں، ہم نے اس کا سدباب کرنا ہے کہ ہم اس خفیہ دشمن کو، Hidden enemy کو، کیسے اس سے اپنے صوبے کو Protect کر سکتے ہیں؟ تھینک یو ویری مچ، میڈم۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Mushtaq Sahib. The sitting is adjourned till Friday, 25th March 2016, 03:00 pm. Thank you.

(اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 25 مارچ 2016ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)